قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ابو سعید

Online Edition

سوموار 31 جنوری 2022ء | 27 جمادی الثانی 1443 ہجری قمری | 31 صلح 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:26

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا اور بڑا کریم ہے جب بندہ اس کے حضور اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے

(ترمذی، کتاب الدعوات باب الاستغفار وما ذکر من رحمۃ اللہ لعبادہ حدیث)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

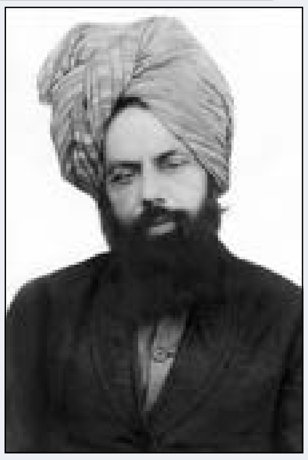

’’ایک بچہ جب بھوک سے بے تاب ہو کر دودھ کے لیے چلاتا اور چیختا ہے تو ماں کے پستان میں دودھ جوش مار کر آ جاتا ہے بچہ دعا کا نام بھی نہیں جانتا لیکن اس کی چیخیں دودھ کو کیوں کر کھینچ لاتی ہیں؟ اس کا ہر ایک کو تجربہ ہے بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ مائیں دودھ کو محسوس بھی نہیں کرتیں مگر بچے کی چلاہٹ ہے کہ دودھ کو کھینچے لاتی ہے تو کیا ہماری چیخیں جب اللہ تعالیٰ کے حضور ہوں تو وہ کچھ بھی نہیں کھینچ کر لا سکتیں؟ آتا ہے اور سب کچھ آتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 82 ایڈیشن 1988ء)

’’ہم نے ایک دفعہ ایک اخبار پڑھا تھا کہ ایک تھانیدار کے ناخن میں پنسل کا ایک ٹکڑا کسی طرح سے چبھ گیا۔ پنسل میں کچھ زہر بھی ہوتا ہے تھوڑی دیر میں اس کے ہاتھ میں ورم ہونا شروع ہوگیا۔ بڑھتے بڑھتے ورم اس قدر بڑھ گیا کہ کہنی تک جا پہنچا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا سہ چند بوجھ ہوگیا۔ فوراً ڈاکٹر کو بلایا گیا۔ ڈاکٹر نے کہا کہ اس بازو میں زہر اثر کر گیا ہے۔ تم اگر اس کو کٹانے پر راضی ہو تو جان بچ جائے گی ورنہ نہیں۔ وہ تھانے دار کٹانے پر راضی نہ ہوا۔ اس کے بعد تھوڑے ہی عرصے میں وہ مر گیا۔ ہمارے بھی ایک دفعہ اسی طرح ناخن میں پینسل لگ گئی ہم سیر کرنے گئے تو دیکھا کہ ہمارے ہاتھ میں بھی ورم ہونا شروع ہوگیا ہے تو ہمیں وہ قصہ یاد آ گیا۔ میں نے اسی جگہ سے دعا شروع کر دی۔ گھر پہنچنے تک برابر دعا ہی کرتا رہا تو دیکھتا کیا ہوں کہ جب میں گھر پہنچا تو ورم کا نام و نشان تک نہ تھا پھر میں نے لوگوں کو دکھایا اور سارا قصہ بیان کیا۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 39-40 ایڈیشن 1988ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿٦١﴾

(المؤمن: 61)

ترجمہ: اور تمہارے ربّ نے کہا مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا۔ یقیناً وہ لوگ جو میری عبادت کرنے سے اپنے تئیں بالا سمجھتے ہیں ضرور جہنّم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔

فرمانِ خلیفہ وقت

’’اب اس زمانے میں اگر فتح ملنی ہے، اسلام کا غلبہ ہونا ہے تو دلائل کے ساتھ ساتھ صرف دعا سے ہی یہ سب کچھ ملنا ہے۔ اور یہ وہ ہتھیار ہے جو اس زمانے میں سوائے جماعت احمدیہ کے نہ کسی مذہب کے پاس ہے نہ کسی فرقے کے پاس ہے۔۔۔۔۔۔ جب ہونٹ اللہ کا نام لینے کے لئے ہلائے جائیں، جب دل کی آواز ہونٹوں کے ذریعے سے باہر نکلے اور اللہ سے مدد مانگی جا رہی ہو تو نہ صرف عام فوائد دینی و دنیاوی حاصل ہوتے ہیں بلکہ ایسے لوگوں سے ٹکرانے والے، ایسے اللہ والوں کو تنگ کرنے والے چاہے وہ لوگ ہوں یا حکومتیں ہوں وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہیں، پاش پاش ہو جاتی ہیں۔‘‘

(خطبات مسرور جلد اول صفحہ 499-500)

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- فضائل قرآن مجید (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

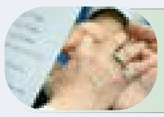

دربارِ خلافت

میں نے کہا پہلے تو مرزا صاحب تھے اب واقعی محمد ہو گئے ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت محمد فاضل صاحبؓ ولد نور محمد صاحب فرماتے ہیں جنہوں نے 1899ء کے آخر یا 1900ء کے ابتدا میں بیعت کی تھی کہ پہلے رسم و رواج کے مطابق نماز میں زیرِ ناف ہاتھ باندھتا تھا (یعنی عموماً جسے غیر از جماعت لوگ نماز پڑھتے ہوئے نیچے ہاتھ باندھتے ہیں) اور کبھی کسی کی اقتداء میں نماز باجماعت پڑھنے کا موقع ملتا تو دل میں کبیدگی سی پیدا ہوتی اور فاتحہ خلف امام بھی پڑھ لیتا۔ (امام کے پیچھے سورة فاتحہ پڑھتا تھا) لیکن دل میں اضطراب رہتا تھا۔ (کہ فاتحہ خلف امام اور سینہ پر ہاتھ باندھیں یا کس طرح باندھیں؟ ان دونوں باتوں کے بارہ میں تسلی نہیں تھی کہ ہاتھ اوپر کر کے باندھنے چاہئیں یا ناف سے نیچے رکھنے چاہئیں، اور سورة فاتحہ پڑھنی چاہئے یا نہیں پڑھنی چاہئے؟)۔ تو کہتے ہیں اسی حالتِ اضطراب میں ایک دن مَیں سو گیا تو خواب میں مَیں قادیان پہنچا ہوں۔ مسجد مبارک والی گلی سے جاتا ہوں۔ مَیں مسجد اقصیٰ کے دروازے پر پہنچا اور پہلے جو سیڑھیاں سیدھی تھیں، اُن پر گزر کر اندر داخل ہوتا ہوں تو حد مسجد سے باہر جوتیوں والی جگہ ایک بُھلاہی کا درخت ہے، (یہ ایک پودے کی قسم ہے) اور اُس کے پاس یا نیچے ایک پختہ قبر ہے اور اُس کی شمالی سمت میں ایک کنواں ہے اور مسجد میں ایک جماعت مکمل سینہ پر ہاتھ باندھ کر کھڑی ہے اور مُصلّٰی پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام امام ہیں اور امام کے مقابل ایک مقتدی کی جگہ خالی ہے۔ مَیں اُس جگہ جا کر کھڑا ہو گیا ہوں اور سینہ پر ہاتھ باندھ کر سورة فاتحہ شروع کی ہے۔ جب ختم کر کے آمین کہتا ہوں تو میری نیند کھل گئی۔ اس طرح مجھے یہ مسئلہ حل ہو گیا کہ ہاتھ یہاں باندھنے چاہئیں درمیان میں اور سورة فاتحہ بھی پڑھنی چاہئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ جلد 7 صفحہ 231 روایت حضرت محمد فاضل صاحبؓ)

حضرت خیر دین صاحبؓ ولد مستقیم صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ خاکسار نے رؤیا میں دیکھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے کئی لوگوں کی دعوت فرمائی ہے اور اُس دعوت کا کام حضرت اُمّ المومنین کر رہی ہیں اور حضرت اقدس بھی نگرانی کے طور پر دیکھ رہے ہیں۔ جب مَیں پیغام کے طور پر حاضر ہوا تو جناب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے فرمایا کہ اس کو چاول کھلاؤ۔ چنانچہ مجھے چاول دیئے گئے۔ ایک اور بات ہے مگر یہ اچھی طرح یاد نہیں کہ اُسی دعوت والی خواب کے ساتھ ہی ہے یا علیحدہ، مگر وہ بات مجھے خوب یاد ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو کرتہ پہناؤ۔ چنانچہ اس بات کے فرمانے کے بعد میں فوراً اپنے جسم کی طرف دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا خوبصورت سفید رنگ کا کرتہ میں نے پہنا ہوا ہے۔ نامعلوم کس طرح پہنچا، کس وقت پہنا، ناگہاں اُس کو اپنے جسم کے اوپر پہنا ہوا دیکھتا ہوں جس کا اثر آج تک مَیں اپنے اوپر محسوس کرتا رہتا ہوں۔ اسی طرح ایک دفعہ خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ صحابہ کرام میں سے ہے۔ خواب کے بعد معلوم ہوا کہ یہ خواب آپ کے یعنی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے اُس شعر کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مَے اُس کو مولیٰ نے پلا دی

چنانچہ وہ شخص جو مجھ کو ملا اُس نے اپنے اوپر کھیس لیا ہے جس کا کنارہ سرخ ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہ کھیس تم نے کہاں سے لیا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ مجھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ میں نے کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو رحلت فرما گئے ہیں۔ غالباً چودہ سو سال ہو گئے ہیں۔ (آپ کو وفات ہوئے۔ وصال ہوئے)۔ اُس نے جواب دیا کہ مجھ کو بہرحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی دیا ہے۔ یا یہ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی لیا ہے۔ صرف اس فقرے میں اختلاف ہے۔ بہرحال یہ تو لفظ کہتے ہیں اچھی طرح یاد ہے۔ میں نے کہا کہ بتاؤ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کی حفاظت کون کرتا ہے؟ اُس نے کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کی حفاظت مسجد کے مُنڈے کرتے ہیں۔ خاکسار نے پوچھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کا کیا حال ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ بیویوں کا کیا حال پوچھتے ہو، کچھ تو اُن میں سے دلّی پہنچ گئی ہیں۔ اُس وقت مجھے معلوم نہ تھا کہ حضرت اُمّ المومنین حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہ دلّی کے رہنے والے ہیں۔ کہتے ہیں کہ گویا اللہ تعالیٰ نے روحانی اور جسمانی طور پر تسلی دلا دی کہ یہ قرآنِ کریم کے مطابق سلسلہ ہے جیسا کہ وَاٰخَرِیۡنَ میں فرمایا گیا ہے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ جلد 7 صفحہ 156-157 روایت حضرت خیر دین صاحبؓ)

خیر دین صاحب کی ہی ایک روایت ہے اور وہ کہتے ہیں ایک دن خاکسار نے خواب میں مسجد اقصیٰ کو دیکھا، مگر اس طرح دیکھا کہ اُس کے پاس ہی بیت اللہ ہے۔ ان دونوں کی شکل ایک ہی جیسی ہے۔ مَیں پہچان نہیں سکتا کہ قادیان والی مسجد اقصیٰ کونسی ہے اور بیت اللہ کونسا ہے۔ ان دونوں چیزوں کی شکل مجھ پر مشتبہ ہو گئی ہے۔ مَیں کہتا ہوں کہ اس کو مسجد اقصیٰ کہوں یا اُس کو کہوں۔ غرض یہ دونوں چیزیں مجھ پر مشتبہ ہو گئیں اور میری آنکھ کھل گئی۔ اُس کی تعبیر دل میں یہ ڈالی گئی کہ یہ وہی سلسلہ ہے جو اٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ (الجمعہ: 4) کا مصداق ہے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ جلد 7 صفحہ 158 روایت حضرت خیر دین صاحبؓ)

حضرت حکیم عطا محمد صاحبؓ فرماتے ہیں (ان کی 1901ء کی بیعت اور زیارت بھی ہے۔) کہ بیعت کے بعد چند دن قادیان رہا اور پھر حضور سے اجازت حاصل کر کے واپس لاہور آ گیا اور صوفی احمد دین صاحب ڈوری باف نے احمدیہ جماعت کے احباب سے ملاقات کرائی۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک صاحب نے محبت سے فرمایا (کسی احمدی

بقیہ صفحہ 10 پر

فضائلِ قرآن مجید

جمال و حسن قرآں نور جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے

بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

کلامِ پاکِ یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لؤلوئے عماں ہے وگرنہ لعلِ بدخشاں ہے

خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی، فرق نمایاں ہے

ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرارِ لاعلمی
سخن میں اس کے ہمتائی کہاں مقدورِ انساں ہے

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اُس پہ آساں ہے

ارے لوگو! کرو کچھ پاس شانِ کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے

خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفراں ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو! یہ کیسا کذب و بہتاں ہے

اگر اقرار ہے تم کو خدا کی ذات واحد کا
تو پھر کیوں اس قدر دل میں تمہارے شرک پنہاں ہے

یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے
خطا کرتے ہو، باز آؤ اگر کچھ خوفِ یزداں ہے

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو! نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل وجاں اُس پہ قرباں ہے

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ 182 مطبوعہ 1882ء)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 28؍ جنوری 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

☆... غزوہ حمراء الاسد، غزوہ بنو مصطلق اور غزوہ احزاب کے دوران حضرت ابوبکرؓ کی خدمات کا تذکرہ

☆...واقعہ افک یعنی حضرت عائشہؓ بنت حضرت ابوبکرؓ پر منافقین کی طرف سے تہمت لگائے جانے والے واقعہ کا بیان

☆...غزوہ احزاب کے لیے خندق کھودنے کے وقت حضرت ابوبکرؓ مسلمانوں کے ایک حصّے کی قیادت کر رہے تھے اور بعد میں اس جگہ ایک مسجد بنائی گئی جسے مسجد صدیق کہا جاتا ہے

تین مرحومین مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ مختار احمد گوندل صاحب، مکرم میر عبدالوحید صاحب اور مکرم سید وقار احمد صاحب آف امریکہ کا ذکر خیر اور نمازِ جنازہ غائب

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ ٔ راشد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 28؍ جنوری 2022ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت فیروز عالم صاحب کے حصے میں آئی۔ تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِانور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت ابوبکرؓ کا ذکر ہو رہا تھا، آج بھی یہی ذکر چلے گا۔غزوہ حمراء الاسد کے بارے میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہفتے کے دن احد سے تشریف لائے تو اگلے ہی روز علی الصبح حضرت عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی نے قریش کے دوبارہ حملے سے متعلق مشاورت اور تیاری کی خبر دی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے مشورے کے بعد دشمن سے مقابلے کے لیے روانگی کا فیصلہ کیا اور اعلان کروادیا کہ ہمارے ساتھ وہی نکلے جو گذشتہ روز لڑائی میں شامل تھا۔اس موقعے پر آپؐ نے اپنا جھنڈا حضرت علیؓ یا ایک اور روایت کے مطابق حضرت ابوبکرؓ کے سپرد فرمایا۔مسلمانوں کا یہ قافلہ ابھی مدینے سے آٹھ مِیل کے فاصلے پر حمراءالاسد ہی پہنچا تھا کہ مشرکین نے خوف محسوس کرتے ہوئے مدینے کا ارادہ ترک کردیا اور واپس مکّے روانہ ہوگئے۔

غزوہ بنونضیر چار ہجری میں ہوا۔نبی کریم ﷺ دس صحابہ بشمول حضرت ابوبکرؓ بنوعامر کے دو مقتولوں کی دیت وصول کرنے یہودیوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے آپؐ کو کھانے کی پیش کش کی۔حضور ﷺ ایک دیوار کے ساتھ بیٹھے تھے کہ یہودیوں نے آپس میں سازش کی کہ آنحضرت ﷺ کو ختم کرنے کا اس سے بہتر موقع نہیں ملے گا۔عمرو بن جحاش نے یہ حامی بھری کہ وہ مکان کی چھت پر چڑھ کر آپؐ پر ایک بڑا پتھر گرادے گا۔سلام بن مشکم نامی ایک سردار نے یہود کو اس ارادے سے باز رہنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ یہ بدعہدی ہے اور جو کچھ تم سوچ رہے ہو انہیں ضرور اس کی خبر مل جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آنحضرت ﷺ کے پاس آسمان سے اس سازش کی خبر آگئی، حضور ﷺ فوراً اپنی جگہ سے اٹھے اور اپنے ساتھیوں کو وہیں چھوڑ کر تیزی سے مدینے تشریف لے آئے۔ آپؐ نے حضرت محمد بن مسلمہ کو بنونضیر کے پاس اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ تم میرے شہر سے نکل جاؤ کیونکہ جو منصوبہ تم لوگوں نے بنایا تھا وہ غداری تھی۔ آنحضرت ﷺ نے یہود کو دس روز کی مہلت دی۔ یہودیوں نے انکار کردیا اور کہا کہ ہم اپنا وطن نہیں چھوڑیں گے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے بنونضیر کے قلعوں کا سختی کے ساتھ محاصرہ کیا اور ان کی مدد کے لیے کوئی نہ آیا۔ خداتعالیٰ نے یہودیوں کے دلوں پر ایسا رعب ڈالا کہ آخر وہ جلاوطنی کے لیے تیار ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انصار کی اجازت سے غزوہ بنونضیر سے حاصل ہونے والا مالِ غنیمت مہاجرین میں تقسیم کردیا تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اے انصار کی جماعت اللہ تمہیں جزائے خیر عطا کرے۔

غزوہ بدرالموعد چار ہجری کا واقعہ ہے۔ابوسفیان نے احد سے واپسی پر اعلان کیا تھا کہ آئندہ سال ہماری ملاقات بدر الصفراء کے مقام پر ہوگی ہم وہاں جنگ کریں گے۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو فرمایا اسے کہو ان شاء اللہ۔ بدر مدینے سے جنوب مغرب میں 150 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں اس جگہ ہر سال یکم ذی قعدہ سے آٹھ روز تک ایک بڑا میلہ لگا کرتا تھا۔ اگلے سال جب وعدے کا وقت نزدیک آیا تو ابوسفیان مقابلے سے گھبرانے لگا اور تمام عرب میں یہ بات مشہور کردی کہ وہ مسلمانوں سے مقابلے کے لیے بہت بڑا لشکر تیار کر رہا ہے تاکہ مسلمان اس تیاری کی خبر سے گھبرا جائیں اور مقابلے کے لیے نہ آئیں۔ آنحضور ﷺ پندرہ سَو صحابہ کے ساتھ بدر روانہ ہوئے لیکن ابوسفیان لشکر کے ساتھ وہاں نہ آیا۔حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ اسلامی لشکر آٹھ دن بدر میں ٹھہرا رہا یہاں صحابہ نے میلے میں تجارت کرکے کافی نفع کمایا حتیٰ کہ اپنے راس المال کو دوگنا کرلیا۔

غزوہ بنومصطلق شعبان پانچ ہجری میں ہوا۔ آنحضور ﷺ تک یہ خبر پہنچی تھی کہ بنومصطلق نے مسلمانوں پر حملے کا ارادہ کیا ہے اس پر حضور ﷺ نے سات سَو اصحاب کے ساتھ پیش قدمی فرمائی۔ ایک روایت کے مطابق اس موقعے پر مہاجرین کا جھنڈا حضرت ابوبکرؓ کے پاس تھا۔

واقعہ افک یعنی حضرت عائشہؓ بنتِ حضرت ابوبکرؓ پر منافقین کی طرف سے تہمت لگائے جانے کا واقعہ غزوہ بنومصطلق سے واپسی پر پیش آیا۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے مروی روایت کے مطابق اس غزوے سے واپسی پر ایک رات حضرت عائشہؓ قضائے حاجت کے لیے گئیں۔ جب آپؓ واپس آئیں تو آپ نے اپنا اظفار کے نگینوں کا ہار گم پایا۔ آپؓ ہار تلاش کرنے گئیں اور جب واپس آئیں تو لشکر روانہ ہوچکا تھا۔صفوان بن معطل ذکوانی جو لشکر کے پیچھے تھے انہوں نے آپؓ کو احترام کے ساتھ اونٹنی پر سوار کرایا اور لشکر سے آملے۔ مدینے پہنچ کر آپؓ بیمار ہوگئیں اور منافقین میں طرح طرح کی باتیں پھیل گئیں۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ مَیں ان سب باتوں سے بے خبر تھی لیکن مجھے بیماری میں یہ بات بےچین کرتی کہ مَیں نبی کریم ﷺ سے وہ مہربانی نہ دیکھتی تھی۔ جب آپؓ کو اس بات کا علم ہوا تو آپؓ کی بیماری اور بڑھ گئی چنانچہ آپؓ حضور ﷺ کی اجازت سے اپنے والدین کے گھر آگئیں۔حضور ﷺ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ اور حضرت علیؓ سے اس معاملے کے متعلق رائے لی۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مَیں سارا دن روتی رہتی اور میرے آنسو نہ تھمتے نہ مجھے نیند آتی۔ ایک مہینہ اسی طرح گزرا اور پھر ایک روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عائشہ! اگر تم بَری ہو تو اللہ ضرور تمہاری بریت فرمائے گا اور اگر تم سے کوئی لغزش ہوگئی ہے تو اللہ سے مغفرت مانگو اور توبہ کرو۔حضرت عائشہؓ نے اپنے والدین کو خاموش پاکر عرض کیا کہ بخدا! مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ وہ بات آپ لوگوں کے دلوں میں بیٹھ گئی ہے۔ اللہ کی قسم! مَیں اپنی اور آپ لوگوں کی مثال یوسف کے باپ کی سی پاتی ہوں جنہوں نے کہا تھا کہ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ؕ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ۔ یعنی اچھی طرح صبر کرنا ہی میرے لیے مناسب ہے اور جو بات تم بیان کرتے ہو اس کے تدارک کے لیے اللہ ہی سے مدد مانگی جاسکتی ہے۔ اس کے فوری بعد رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور جب وحی کی کیفیت جاتی رہی تو آپؐ تبسّم فرمارہے تھے اور پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! اللہ کی تعریف بیان کرو کہ جس نے تمہاری بریت فرمائی۔حضرت عائشہؓ کی والدہ نے کہا کہ اے عائشہ! اٹھو اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ۔حضرت عائشہؓ نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم! مَیں آپ ﷺ کے پاس نہیں جاؤں گی اور اللہ کے سِوا کسی کی حمد نہیں کروں گی۔

حضرت ابوبکرؓ جو مسطح بن اثاثہ کو بوجہ قریبی رشتے داری کے خرچ دیا کرتے تھے جب اللہ نے حضرت عائشہؓ کی بریت نازل فرمادی تو حضرت ابوبکرؓ نے قسم کھائی کہ وہ آئندہ مسطح بن اثاثہ کو خرچ نہیں دیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم میں سے صاحبِ فضیلت اور صاحبِ توفیق اپنے قریبیوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو کچھ نہ دینے کی قسم نہ کھائیں۔

اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے مسطح کا خرچ دوبارہ شروع کردیا۔حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اگر وعید کے طور پر کوئی عہد کیا جائے تو اسے توڑنا حسنِ اخلاق میں داخل ہے۔

قریشِ مکّہ اور مسلمانوں کے درمیان تیسرا بڑا معرکہ غزوۂ احزاب شوّال پانچ ہجری میں ہوا۔ بنونضیر کے یہود جلاوطنی کے بعد خیبر چلے گئے تھے۔ وہاں جاکر انہوں نے قریشِ مکّہ اور دیگر عرب قبائل سے معاہدے کیے اور دس ہزار کا لشکر تیار کرلیا۔ جب یہ خبر حضور ﷺ کو ملی تو آپؐ نے مشاورت کی اور حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے سے مدینے کی شمالی سمت جو کھلی تھی چھ دن میں اُس جانب تقریباً ساڑھے تین مِیل خندق کھودی گئی۔خندق کھودنے میں کوئی مسلمان پیچھے نہ رہا۔ جب حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو ٹوکریاں نہ ملتیں تو جلدی میں اپنے کپڑوں میں مٹی منتقل کرتے۔حضرت ابوبکرؓ مسلمانوں کے ایک حصّے کی قیادت کر رہے تھے اور بعد میں اس جگہ ایک مسجد بنادی گئی جسے مسجدِ صدیق کہا جاتا تھا۔

حضرت ابوبکرؓ کا ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل تین مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ پڑھانے کا اعلان فرمایا:

1. مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ مختار احمد گوندل صاحب جو 11؍ جنوری کو 93 برس کی عمر میں وفات پاگئی تھیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، غریب پرور، نیک اور جماعتی خدمات بجالانے والی خاتون تھیں۔ آپ کے بیٹے افتخار احمد گوندل صاحب مربی سلسلہ سیرالیون میں خدمات کی توفیق پارہے ہیں۔

2. مکرم میر عبدالوحید صاحب جو 12؍ اور 13؍ جنوری کی رات 58 برس کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔مرحوم کے خاندان پر ستمبر 2020ء میں توہینِ رسالت کا جھوٹا مقدمہ بنایا گیا تھا۔آپ کے ایک بیٹے عبدالمجید صاحب (عمر تقریباً بیس سال) اس وقت اسیر راہِ مولیٰ ہیں اور وہ اپنے والد کے جنازے اور تدفین میں شریک بھی نہیں ہوسکے۔

3. مکرم سیّد وقار احمد صاحب آف امریکہ جو 17؍ جنوری کو 58 برس کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔مرحوم کی اہلیہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی پڑنواسی اور حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کی پڑپوتی ہیں۔ مرحوم نہایت درجہ نیک، ملنسار، مخلص، سادہ مزاج، نظامِ جماعت اور مربیان کا احترام کرنے والے، خدمتِ خلق کے جذبے سے سرشار، مالی قربانیوں میں پیش پیش اور خلافت کی مثالی اطاعت کرنے والے تھے۔حضورِانور نے فرمایا کہ مَیں نے دیکھا ہے اور مَیں جانتا ہوں کہ دین کو دنیا پر مقدّم رکھنے کا عہد ہمیشہ نبھاتے رہے۔ کسی رشتے کی پرواہ نہیں کی اور خلافت کی اطاعت سے کبھی باہر قدم نہیں رکھا۔

حضورانور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 7 جنوری 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

اللہ تعالیٰ کی ہمارے ہر عمل پر نظر ہے پس اس مقصد کو ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے کہ جو کام بھی ہم نے کرنا ہے اس کی رضا کی خاطر کرنا ہے۔ اگر یہ سوچ بن جائے تو پھر ہی انسان اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا حقیقی وارث ٹھہرتا ہے

تحریکِ وقفِ جدید کے چونسٹھ ویں سال کے دوران جماعت ہائے احمدیہ کی طرف سے ایک کروڑ بارہ لاکھ ستہتر ہزار پاؤنڈ کی بے مثال قربانی وقفِ جدید کے پینسٹھ ویں سال کے آغاز کا اعلان، چندے کے مصارف اور دنیا بھر میں بسنے والے احمدیوں کی قربانی کے واقعات کا عمومی تذکرہ

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞١
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞٢ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞٣ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۞٤ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۞٥
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۞٦ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۞٧

وَ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ تَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔

(البقرہ: 266)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے: اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے اموال اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اور اپنے نفوس میں سے بعض کو ثبات دینے کے لیے خرچ کرتے ہیں ایسے باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو اور اسے تیز بارش پہنچے تو وہ بڑھ چڑھ کر اپنا پھل لائے اور اگر اسے تیز بارش نہ پہنچے تو شبنم ہی بہت ہو۔ اور اللہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ

مومنوں کی اللہ تعالیٰ کی راہ میں، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خواہش میں خرچ کرنے کی حالت کا نقشہ

کھینچ رہا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس لیے خرچ کرتے ہیں کہ ایک تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی راہ میں خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے والے بنیں۔ دوسرے اپنی قوم اور اپنے مشن کو مضبوط کریں۔ اس زمانے میں اسلام کی تعلیم اور تبلیغ کو پھیلانے کا کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد ہوا ہے اور آپؑ کے ماننے والوں کا بھی یہ فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو پورا کرنے کے لیے جان، مال اور وقت قربان کریں۔ ہر زمانے میں اور ہر قوم میں آنے والے انبیاء اپنے ماننے والوں کو مالی قربانی کی تلقین کرتے رہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہ فرمایا ہے کہ تمہیں دین کی خدمت کے لیے دین کی راہ میں اپنے مال کا کچھ حصہ دینا چاہیے تبھی حقیقی ایمان کا پتہ چلتا ہے اور مومن یقیناً دین کی خاطر مالی قربانیاں کرتے ہیں اور ان قربانیوں کا مقصد کسی پر احسان نہیں ہوتا بلکہ خواہش ہوتی ہے تو یہ کہ ہمارا خدا کسی طرح ہم سے راضی ہو جائے۔ ہمارے نفس کو ثبات عطا ہو۔ ہم اپنے ایمان اور ایقان میں مضبوط ہوں۔ ہماری قوم ترقی کرنے والی ہو۔ ہم جس حد تک ممکن ہے اپنے مال سے بھی کمزوروں کو مضبوط کریں۔ جس مقصد کے لیے ہم نے اس زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی بیعت کی ہے اسے ہم حاصل کرنے والے بنیں۔

پس ایسے لوگ نفسانی سوچوں سے بالا ہو کر سوچتے ہیں۔ ان کا نفس انہیں قربانیاں کر کے اللہ تعالیٰ کی مرضی حاصل کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے اور پھر وہ قربانیوں کے اعلیٰ معیار حاصل کرتے ہیں یا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کی قربانیاں قبول فرماتا ہے۔ انہیں اپنے فضلوں سے نوازتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کا حال جانتا ہے، ہماری نیتوں کو جانتا ہے، اس لیے وہ یہ نہیں دیکھتا کہ کسی نے بڑی قربانی کی ہے یا چھوٹی۔ بڑی رقم دی ہے یا تھوڑی

بلکہ اللہ تعالیٰ تو نیتوں کے مطابق اجر دیتا ہے

اس لیے اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر خرچ کرنے والوں کی مثال دو طرح کی ہے۔ ایک وَابِل کی یعنی موٹے قطروں والی تیز بارش کی اور دوسرے طَلّ کی یعنی کمزور ہلکی بارش بالکل پھوار جیسے پڑتی ہے یا شبنم کی۔ زیادہ کشائش رکھنے والا تو دین کی خاطر بہت خرچ کرتا ہے یا کر سکتا ہے لیکن غریب آدمی یہ حسرت رکھ سکتا ہے اسے خیال آ سکتا ہے کہ یہ تو خرچ کر کے مالی قربانی میں بڑھ رہا ہے، امیر آدمی بڑی بڑی رقمیں دے کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بن رہا ہے اور اس کا قرب حاصل کرنے والا بن گیا ہے یا بننے کی کوشش کر رہا ہے یا بن جائے گا۔ میرے پاس تو معمولی رقم ہے میں کس طرح اس کے برابر پہنچ سکتا ہوں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس طرح زرخیز زمین کو تھوڑی بارش یا شبنم سے بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے اسی طرح کشائش نہ رکھنے والے کی تھوڑی قربانی طلّ کا درجہ رکھتی ہے اور وہ بھی جو تھوڑی قربانی ہے پھل پھول لانے میں کم کردار ادا نہیں کرے گی۔ قربانیوں کا پھل تو اللہ تعالیٰ نے دینا ہے، ہر عمل کو پھل تو اللہ تعالیٰ نے لگانا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ تمہارے حالات اور تمہاری نیتیں جانتا ہے اس لیے وہ تمہاری تھوڑی قربانیوں کو بھی دو چند بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھ کر پھل لگائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ آج ایک درہم ایک لاکھ درہم پر سبقت لے گیا۔

صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! یہ کس طرح ہوا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص کے پاس دو درہم تھے اس نے اس میں سے ایک درہم کی قربانی کر دی اور ایک شخص کے پاس بے شمار دولت اور جائیداد تھی اس نے اس میں سے ایک لاکھ درہم کی قربانی دی۔

(سنن النسائی کتاب الزکاۃ باب جھد المقل حدیث ۲۵۲۸)

اس کی ایک لاکھ درہم کی قربانی اس کی دولت کے مقابلے میں بہت کم تھی۔ پس اللہ تعالیٰ تو نیتوں کو پھل لگاتا ہے اور اس عمل کو پھل لگاتا ہے جو ان حالات میں کیے جاتے ہیں۔ غریب کی بھی تسلی فرما دی کہ یہ نہ سمجھو کہ تمہاری تھوڑی قربانیوں کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ یہ تھوڑی قربانیاں بھی جہاں تمہارے ایمانوں کو مضبوط کرنے والی ہیں وہاں جماعت کی مضبوطی کے بھی سامان کرتی ہیں۔ پس

اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک جذبہ سے دی ہوئی قربانیاں ہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ہمارے ہر عمل پر نظر ہے پس اس مقصد کو ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے کہ جو کام بھی ہم نے کرنا ہے اس کی رضا کی خاطر کرنا ہے۔ اگر یہ سوچ بن جائے تو پھر ہی انسان اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا حقیقی وارث ٹھہرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں تو زیادہ تر آپؑ کے ماننے والے غریب لوگ تھے لیکن قربانیوں میں اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی تعریف میں فرمایا کہ ’’میں دیکھتا ہوں کہ صدہا لوگ ایسے بھی ہماری جماعت میں داخل ہیں جن کے بدن پر مشکل سے لباس بھی ہوتا ہے۔ مشکل سے چادر یا پاجامہ بھی ان کو میسر آتا ہے۔ ان کی کوئی جائیداد نہیں۔ مگر ان کے لاانتہا

اخلاص اور ارادت سے، محبت اور وفا سے طبیعت میں ایک حیرانی اور تعجب پیدا ہوتا ہے جو ان سے وقتاً فوقتاً صادر ہوتی رہتی ہے یا جس کے آثار ان کے چہروں سے عیاں ہوتے ہیں وہ اپنے ایمان کے ایسے پکے اور یقین کے ایسے سچے اور صدق وثبات کے ایسے مخلص اور باوفا ہوتے ہیں کہ اگر ان مال و دولت کے بندوں، ان دنیوی لذات کے دلدادوں کو اس لذت کا علم ہو جائے تو اس کے بدلے میں یہ سب کچھ دینے کو تیار ہو جاویں۔''

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 306-307)

پھر ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں ''ہم دیکھتے ہیں کہ اس جماعت نے اخلاص اور محبت میں بڑی نمایاں ترقی کی ہے۔ بعض اوقات جماعت کا اخلاص، محبت اور جوشِ ایمان دیکھ کر خود ہمیں تعجب اور حیرت ہوتی ہے اور یہاں تک کہ دشمن بھی تعجب میں ہیں۔''

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 334)

پس وفا اور اخلاص میں ترقی اور جوش ایمان کا غیر معمولی معیار ایسا ہے جس کے عملی اظہار آج بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے افراد میں ہمیں نظر آتے ہیں بلکہ

اخلاص و وفا میں ترقی نومبائعین میں بھی اس حد تک ہے،

ابھی ان کی تربیت کو تھوڑا عرصہ ہی ہوا ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ اس تھوڑے عرصے میں انہوں نے اس قدر ترقی کر لی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق سے محبت کا تعلق اور خلافت سے وفا اور اخلاص کا معیار ایسا ہے کہ جیسا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ دشمن بھی تعجب میں ہے کہ یہ کیا چیز ہے جس نے ان میں یہ تبدیلی پیدا کی ہے۔ یہ ان پر یقیناً اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کی نیک طبیعت اور سعادت مندی کو دیکھ کر ان پر فرمایا ہے۔

اس نیک طبیعت اور نیک فطرت اور بیعت کا حق ادا کرنے کا اظہار اور خلیفہ وقت سے وفا کے تعلق کے اظہار ان لوگوں کے قول و فعل سے ظاہر ہو رہے ہوتے ہیں۔

آج دنیا جب مادیت میں ڈوبی ہوئی ہے یہ لوگ مالی قربانیاں کر کے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جائے کیونکہ انہیں یہ ادراک حاصل ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ایک ذریعہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی ہے۔ پس کون ہے جو آج اس جماعت کے بارے میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خدائی وعدوں کے مطابق قائم ہوئی ہے یہ کہہ سکے کہ یہ کمزور ہو رہی ہے۔

یہ جماعت تو قائم ہی پھلنے پھولنے اور بڑھنے کے لیے ہوئی ہے اور دشمنوں کا کوئی وار بھی اس کا بال بیکا نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پھل پھول رہی ہے۔

مالی قربانی کا ذکر ہو رہا ہے تو اس حوالے سے میں چند واقعات بھی پیش کرتا ہوں کہ کس طرح لوگ قربانی کر کے اپنے ایمان اور یقین کا اظہار کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ بھی ان کے ایمانوں کو کس طرح ثبات بخشتا ہے۔

سیرالیون

افریقہ کا ایک علاقہ اس کے بھی ایک دُور دراز علاقے میں ایک شخص ہے اس کے بارے میں وہاں کے لوکل مشنری بیان کرتے ہیں کہ وہ دورے پر گئے تو مہینے کا آخر تھا۔ وہاں ایک جماعت کے احباب کو وقفِ جدید کی طرف توجہ دلائی۔ لوگ مسجد میں موجود تھے انہیں اس طرف توجہ دلائی تو وہاں کے امام شیخ عثمان نے جو رقم چندہ کے لیے جمع کی ہوئی تھی وہ دی اور یہ کہا کہ ہم اپنا وعدہ پورا نہیں کر سکے اور ہماری دلی خواہش ہے کہ ہم اپنا ٹارگٹ اور وعدہ پورا کریں۔ اس وقت تو کوئی ذریعہ اور وسیلہ نہیں ہے۔ بہر حال معلم کو انہوں نے کہا کہ دعا کرا دیں۔ لوکل مشنری بیان کرتے ہیں میں نے دعا کرائی اور سب نے اونچی آواز میں آمین کہا۔ پھر میں واپس موٹر سائیکل پر بیٹھ کے اپنے مشن ہاؤس آ گیا۔ کہتے ہیں ابھی میں مشن ہاؤس نہیں پہنچا تھا کہ اسی امام کا مجھے فون آیا کہ میں آپ سے ملنے مشن ہاؤس آ رہا ہوں۔ میں بہت حیران ہوا کہ ابھی تو میں وہاں سے آ رہا ہوں ابھی فون بھی آ گیا ہے۔ جب وہ لوکل امام میرے پاس پہنچا تو کہتے ہیں کہ ہم نے جو دعا کی تھی اس کا یہ اثر ہوا کہ تھوڑی دیر کے بعد ہی ایک میرا رشتہ دار آیا اور جیب میں ہاتھ ڈال کے اس نے ایک لاکھ لیون میرے ہاتھ پہ رکھ دیے اور کسی معاملے میں مجھے بھی دعا کے لیے کہا۔ کہتے ہیں یہ دیکھ کے میں نے وہیں اللہ اکبر کے اونچے نعرے لگانے شروع کر دیے۔ وہ بندہ بڑا حیران ہوا کہ یہ تجھے کیا ہو گیا ہے؟ تو میں نے اسے بتایا کہ ہمارے وقفِ جدید کے چندے کا ایک وعدہ تھا اس میں کچھ رقم رہ گئی تھی۔ ابھی ہم دعا کر کے فارغ ہی ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھیج دیا اور یہ رقم مجھے بھیج دی اور اس امام شیخ عثمان نے وہ ساری رقم جو ایک لاکھ لیون کی تھی وہ فوری طور پر آ کے وقفِ جدید کے چندے میں جمع کروا دی۔ وہ رقم ان کے لحاظ سے بہت بڑی تھی گو کہ ہمارے لحاظ سے ان کی رقم بہت تھوڑی بنتی ہے۔ اگر اس کو convert کریں تو صرف ساڑھے چھ پاؤنڈ بنتے ہیں لیکن ان کی یہ بہت بڑی قربانی تھی جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی ہے۔ یہ ان کا اخلاص ہے کہ ضرورت اپنی بھی ہے لیکن جو بھی رقم آئی اپنے پاس نہیں رکھی وہ فوری طور پر آ کے جمع کروا دی اور

یہی وہ مثالیں ہیں جہاں ایک درہم ایک لاکھ درہم پر سبقت لے جاتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنے پیار کی نظر ڈالی ہو گی۔

پھر دیکھیں کہ قربانی کے یہ معیار ایک جگہ نہیں، مردوں میں نہیں عورتوں میں بھی دکھائی دیتے ہیں۔

چاڈ

ایک ملک ہے۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے بڑے مخلص جماعت میں پیدا ہو رہے ہیں۔ جماعت چاڈ کی اکثریت نومبائعین کی ہے۔ وہاں کے مبلغ کہتے ہیں کہ ایک ممبر خاتون اُمِّ ہانی ہیں۔ انہوں نے وقف جدید میں ستر ہزار فرانک کا وعدہ کیا۔ انتظام نہیں ہو سکا۔ ان کے پاس ایک اونٹ تھا۔ اس اونٹ کو ایک لاکھ ستر ہزار میں فروخت کر دیا اور وقفِ جدید کا وعدہ بھی ادا کیا اور باقی بچی ہوئی رقم اپنے پاس نہیں رکھی وہ بھی مختلف چندوں میں دے دی۔

پھر

ٹوگو

ایک اَور ملک ہے وہاں ایک احمدی ابراہیم ہیں۔ لوگوں کے جانوروں کو چَراتے ہیں۔ بکریاں وغیرہ چَراتے ہیں اور جو بھی آمد ہو اپنے حساب سے بڑھ چڑھ کر قربانی دیتے ہیں۔ وہاں انہوں نے وعدہ کیا اور پھر وعدہ پورا نہیں کر سکے۔ قریب ہی دریا ہے، دریا سے ریت لے جائی جاتی ہے اور انہوں نے پھر یہ کیا کہ رات کو مزدوری کر کے ریت کے دو ٹرک بھرے اور اس سے جو آمد ہوئی وہ وقفِ جدید میں، چندہ میں دے دی۔ کیوں اتنی محنت کی اور پھر یہ ہے کہ اتنی محنت کے بعد کوئی رقم بھی صرف اس لیے اپنے لیے نہیں رکھی کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا اب ان کو ادراک حاصل ہو گیا ہے۔

پھر مرد عورت یا بڑی عمر کے لوگوں کا سوال نہیں، نوجوانی میں قدم رکھنے والے بچوں کا بھی یہی حال ہے۔

بیلیز سینٹرل امریکہ

کا ایک ملک ہے۔ ہزاروں میل کا یہاں سے فاصلہ ہے۔ وہاں کبھی خلیفۂ وقت نہیں گئے۔ سارے نئے احمدی ہیں لیکن سوچ ایک ہے۔

افریقہ کی سوچ ہو یا امریکہ کی یا جزائر کی یا ایشیا کی یہ ایک سوچ ہے اور یہ وہ انقلاب ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیدا کیا ہے۔

واقعہ یوں ہے کہ ایک بچہ چودہ سال کی عمر کا ہے اس نے تحریکِ جدید کا چندہ ادا کیا۔ اس کا ذکر میں نے یہاں کر دیا۔ اس پر لوگوں نے اس کو بڑی مبارکبادیں دیں اور کینیڈا سے کسی نے اس کو دو سو ڈالر تحفہ بھی بھیجا کہ یہ تم نے قربانی کی ہے تو میری طرف سے انعام۔ اب اس بچے کا حال دیکھیں چودہ سال میں قدم رکھنے والا نوجوان بچہ ہے، یہاں ہو تو فوراً گیمیں خریدنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اس نے کہا کہ مَیں نے اپنا سوشل سیکیورٹی کارڈ بنوانا تھا اس کے لیے مجھے تیس ڈالر کی ضرورت تھی اس لیے تیس ڈالر تو مَیں نے رکھ لیے باقی ایک سو ستر ڈالر جو ہیں مَیں پھر چندہ میں دے دیتا ہوں۔ غریب گھرانے کا لڑکا ہے۔ اس کو کہا بھی کہ

یہ تم اپنے لیے رکھو، اپنے خرچ کے لیے رکھو۔ اصرار بھی کیا لیکن اس نے بڑے اصرار سے وہ سب رقم چندہ میں دی۔ اس بچے کا نام دانیال ہے۔ یہ ہے دین کو دنیا پر مقدم کرنا۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ سوچ اس بچے میں ہمیشہ قائم رہے اور اس دنیاداری کے ماحول سے اللہ تعالیٰ اس بچے کو بچا کے رکھے۔

پھر

جمیکا

ایک اَور ملک ہے۔ اور یہ جو ایک خادم کا ذکر کر رہا ہوں ان کا نام یٰسین صاحب ہے۔ عرصے سے بے روزگار تھے۔ گلیوں میں کوئی چھوٹی موٹی چیزیں بیچ کے، ٹافیاں چاکلیٹ وغیرہ بیچ کے گزارہ کرتے تھے لیکن اس حالت میں بھی ان کو فکر لگی ہوتی تھی کہ مَیں نے مالی قربانی کرنی ہے۔ وقفِ جدید کے چندے کا مَیں نے وعدہ کیا ہے اور سال ختم ہو رہا ہے اور میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ آخر ایک دن وہ شام کو دسمبر کے بالکل آخر میں مشنری کے پاس آئے اور کہا کہ آج چار سو جمیکن ڈالر مجھے آمدنی ہوئی ہے۔ اس میں سے پچیس فیصد نکال کے اب مَیں سو ڈالر آپ کو وقفِ جدید کا چندہ دے رہا ہوں۔

پھر ایک غریب ملک کے احمدی کے اخلاص و وفا اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی محبت جذب کرنے کی غیر معمولی مثال دیکھیں۔ لوگ کہتے ہیں یہ اَن پڑھ لوگ ہیں، غریب ہیں لیکن یہ لوگ پڑھے لکھے لوگوں سے زیادہ دین کا ادراک رکھنے والے ہیں اور دل کے امیر ہیں۔

گنی کناکری

ملک ہے۔ مبلغ انچارج کہتے ہیں کہ وقفِ جدید کے مالی سال کے آخری عشرے میں وقفِ جدید کی اہمیت اور اس کی برکات پر خطبہ دیا اور مَیں نے جو مختلف خطبات دیے ہوئے تھے ان کے اقتباسات بھی پیش کیے، جماعت کو مالی قربانی کی تلقین کی، توجہ دلائی۔ کہتے ہیں خطبہ کے اختتام پر ایک غریب مگر نہایت مخلص احمدی موسیٰ صاحب نے اپنی جیب میں موجود رقم تقریباً دو لاکھ اٹھارہ ہزار پانچ سو فرانک گنی نکال کر وقفِ جدید میں ادا کر دی۔ جب مَیں نے ان سے استفسار کیا کہ بڑی رقم آپ نے دی ہے، گذشتہ سال بھی بڑی رقم دی تھی اس کی کیا وجہ ہے؟ تو کہنے لگے کہ میرے دل میں خلیفۃ المسیح کی یہ بات میخ کی طرح گڑھ گئی ہے کہ

ایک دل میں دو محبتیں نہیں رہ سکتیں۔ یا تو بندہ خدا سے محبت کرے یا پھر مال سے

یہی وجہ ہے کہ مجھے جب موقع ملتا ہے میں کوشش کرتا ہوں کہ اپنے عمل سے بھی اس کا اظہار ہو جائے۔ کہنے لگے کہ میرا ایمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا تو نہیں ہو سکتا کہ گھر کا سارا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر سکوں لیکن یہ تو کر سکتا ہوں کہ جیب میں موجود سارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دوں اور دعا کی درخواست بھی کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا ایمان بھی عطا کر دے اور کہنے لگے کہ دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ جب سے مَیں نے مالی قربانی میں حصہ لینا شروع کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے ایمان کی دولت سے مالا مال کر دیا ہے۔ میرے ایمان میں بھی اضافہ ہونے لگ گیا ہے اور مَیں اپنے آپ میں ایک غیر معمولی تبدیلی پاتا ہوں۔ یہ ہے وہ سوچ اور ادراک جو بہت سے پڑھے لکھوں میں نہیں ہو گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ایمان میں بڑھنے کے بھی کس طرح سامان فرماتا ہے۔ اس بارے میں ایک اَور واقعہ ہے۔

گنی کناکری

ایک ملک ہے وہاں کے ایک مخلص صاحبِ حیثیت احمدی الحسن صاحب بزنس کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے چندے کی رقم ایک لفافے میں ڈال کر اپنے ٹیبل پہ رکھی اور مصروفیات کی وجہ سے مشن میں نہ بھجوا سکا۔ اچانک یاد آنے پر کہتے ہیں مَیں نے وہ رقم اپنے ڈرائیور کو دی اور اس کو مشن ہاؤس بھجوایا کہ جا کر چندہ ادا کر آؤ اور میں کسی کام کے سلسلہ میں باہر چلا گیا۔ اسی اثنا میں جب باہر تھے تو ان کے ہمسائے کے دفتر میں آگ لگ گئی اور جل کر خاکستر ہو گیا۔ کہتے ہیں مجھے فون آنے شروع ہو گئے کہ تمہارے دفتر میں آگ لگ گئی ہے تو جلدی سے میں وہاں پہنچا۔ پھر کہتے ہیں میرے دل میں یہ خیال آیا یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے، مَیں تو اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانی کرنے والا بھی ہوں۔ کہتے ہیں لیکن اللہ کے نشان دیکھیں اللہ تعالیٰ نے کس طرح مان رکھا کہ باوجود اس دوسرے دفتر کی دیوار ملحق ہونے کے میرا دفتر بالکل محفوظ رہا اور اس دفتر میں اس وقت کمپنی کی کثیر رقم بھی موجود تھی۔ دو دفاتر بلکہ ان سے ملحقہ جل گئے لیکن ان کا دفتر محفوظ رہا تو کہتے ہیں کہ مجھے فوراً یہ خیال آیا کہ یہ یقیناً چندے کی برکت ہے۔ ان لوگوں میں علم بھی ہے۔ یہ نہیں کہ علم نہیں ہے۔ کہتے ہیں اور ساتھ ہی میرا خیال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کی طرف بھی گیا کہ یہ

آگ تیری غلام بلکہ تیرے غلاموں کی بھی غلام ہے۔

بہرحال کہتے ہیں کہ اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک ادنیٰ غلام کو نقصان سے محفوظ رکھا۔

پھر ایک واقعہ، امیر صاحب

گیمبیا

کہتے ہیں ایک ریجن کی ہماری ایک جماعت کے معلم ہیں انہوں نے بیان کیا کہ ہماری جماعت سے ایک دوست سمبوبا (Sambou Bah) صاحب نے جب گذشتہ سال وقفِ جدید کے بارے میں میرا خطبہ سنا اور نئے سال کا جب اعلان ہوا اور جب مَیں نے واقعات بیان کیے تو انہوں نے پانچ سو ڈلاسی (Dalasi) ادا کر دیا اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا فضل کیا کہ اس سال ان کی فصل دوگنی ہوئی تو انہوں نے وعدہ پانچ سو ڈلاسی کا کیا تھا، لیکن ادائیگی پھر انہوں نے ایک ہزار ڈلاسی کر دی۔ پھر کہتے ہیں ان کی زمیندارے سے جو آمد تھی اس پر انہوں نے باجرے کے دس بنڈل زکوٰۃ دی تھی۔ اس سال ان کی آمد اتنی تھی کہ انہوں نے پچاس بنڈل دیے۔ اسی طرح مونگ پھلی پر بھی شاید دو بورے زکوٰۃ ادا کی اور کہتے ہیں کہ وہ احمدی احباب جو چندے میں باقاعدہ ہیں ان کی فصل پہلے سے بہتر ہوئی اور غیر احمدی احباب بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ

جماعت احمدیہ میں کوئی تو بات ہے کہ جب بھی ان کے افراد اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی فصلوں کی پیداوار بڑھ جاتی ہے۔

پھر صرف افریقہ کے یا بعض غریب ملکوں کے احمدی اور نومبائعین ہی نہیں بلکہ امیر ممالک کے مقامی لوگ جن کو ایمان نصیب ہوا ہے ان کی قربانیوں کی بھی مثالیں ہیں۔

جرمنی

کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک جماعت روئیڈرزہائم میں ان کو چندے کی تلقین کی کہ اپنا چندہ بڑھائیں اور کمی کو دور کریں تو وہاں صدر جماعت کی اہلیہ جرمن احمدی ہیں اور بڑی مخلص ہیں انہوں نے جب کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس جماعت کا بھی چندہ بڑھے اور یہ بھی اچھا چندہ دینے والوں کی فہرست میں شامل ہو جائے تو اس جرمن احمدی خاتون نے جو نومبائع تو نہیں تھیں انہیں احمدی ہوئے کافی دیر ہو گئی انیس ہزار یورو ادا کر دیے۔ انہوں نے کہا یہ مَیں نے اپنی کار خریدنے کے لیے رکھے ہوئے تھے لیکن میرے دل میں اس قدر جوش پیدا ہوا ہے کہ ہماری جماعت کا نام خلیفہ وقت کے سامنے آ جائے اس لیے میں پیش کر رہی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والی بنوں۔

پھر جرمنی سے ہی ایک طالبِ علم ہیں انہوں نے پانچ سو یورو کا وعدہ لکھوایا۔ والدین نے کہا کہ تم یہ پانچ سو یورو کس طرح ادا کرو گے؟ انہوں نے کہا بہرحال میں کسی طرح کر دوں گا۔ کہتے ہیں کہ اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے فوراً اس طرح مل گیا کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر مجھے یونیورسٹی کی طرف سے فون آیا کہ ہم نے چالیس طالب علموں کا چناؤ کیا ہے جن کو یونیورسٹی کی طرف سے وظیفہ دیا جائے گا۔ اپنا اکاؤنٹ نمبر بھجوؤ تا کہ تمہیں وظیفہ بھجوا دیا جائے۔ ایک ہزار یورو بھجوا رہے ہیں۔ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کو مجھے دوگنا کر کے دے دیا۔

پھر

یوکے

کی بھی مثال ہے۔ بالہم جماعت سے صدر صاحب کہتے ہیں کہ وقفِ جدید کے ٹارگٹ میں کچھ کمی رہ گئی تھی۔ اضافی ادائیگی کر دی پھر بھی کچھ کمی تھی۔ پھر کہتے ہیں کہ اگلے روز لوکل کونسل کی طرف سے ایک خط موصول ہوا جس میں سروس چارجز کے حوالے سے خاصی رقم کا مطالبہ تھا اور مَیں ابھی اس بارے میں سوچ رہا تھا کہ مجھے وقفِ جدید کی طرف سے بھی پیغام ملا تو مَیں نے پہلے وقفِ جدید کا چندہ ادا کر دیا اور اس کے

اگلے روز ہی کونسل کا دوبارہ خط موصول ہوا اور معذرت کی اور انہوں نے لکھا کہ ہم نے جو خط تمہیں ڈیمانڈ کا بھیجا تھا وہ غلطی سے بھیج دیا تھا۔ ایڈجسٹمنٹ کرنے کے بعد تم نے ہمارا نہیں دینا بلکہ ہم نے تمہیں ایک رقم دینی ہے اور کہتے ہیں مَیں نے جو وقفِ جدید کا چندہ دیا تھا اس کی نسبت وہ رقم دس گنا زیادہ تھی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان میں مضبوطی کے لیے بعض دفعہ اسے خود ہی لوٹا دیتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کے فوری نوازنے کی ایک اَور مثال

انڈیا

کی ہے۔ انسپکٹر صاحب کہتے ہیں کہ مَیں وقفِ جدید کے مالی سال کے اختتام پر جماعت یادگیر میں لوگوں کو توجہ دلانے کے لیے پہنچا تو وہاں ایک خادم کے پاس وہ گئے اور انہیں چندہ وقفِ جدید ادا کرنے کی بات کی تو ان موصوف نے کہا کہ اس وقت میری جیب میں صرف پندرہ سو ہیں جو کسی کو دینے کے لیے رکھے ہیں اور بہت ضروری دینے ہیں۔ آپ نے چندہ وقفِ جدید کا مطالبہ کر دیا ہے اب مَیں سوچ رہا ہوں کہ مَیں کیا کروں؟ اگر مَیں آپ کو چندہ ادا کرتا ہوں تو اس شخص کو کیسے ادا کروں گا اور ابھی فوری طور پر روپے کا مزید انتظام نہیں ہو سکے گا۔ کہتے ہیں لیکن بہرحال انہوں نے کہا کہ کوئی بات نہیں۔ مَیں اپنا چندہ دیتا ہوں اور پندرہ سو روپے ادا کر دیے اور چلے گئے۔ کہتے ہیں دوسرے دن میں سیکرٹری وقفِ جدید کے ہمراہ ان کی دکان پر ملاقات کے لیے گیا تو موصوف نے اپنی جیبوں سے پیسے نکال کے باہر رکھے تو پیسوں کا ڈھیر لگ گیا۔ کہتے ہیں کل جب مَیں چندہ ادا کر کے گھر پہنچا ہوں تو مجھے بعض ایسی جگہوں سے روپیہ آ گیا جو پہلے رکا ہوا تھا، لوگوں نے میرے دینے تھے اور آج کئی ہزار روپے میرے پاس موجود ہیں۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ نے برکت عطا فرمائی۔

پھر جو امیر لوگ بھی ہیں گو دنیا کی نظر میں وہ اتنے امیر تو نہیں لیکن جماعت کے لحاظ سے امیر ہیں۔ کیرولائی کے ایک صاحب ہیں۔ انہوں نے دس لاکھ روپیہ چندہ دیا۔ ان کی بیوی عیسائیت سے احمدیت میں آئی ہیں اور دعاؤں اور نمازوں میں بڑی دلچسپی لیتی ہیں۔ بڑی مخلص ہیں۔ موصیہ بھی ہیں بلکہ دونوں میاں بیوی موصی ہیں۔ کہتے ہیں ہم ان کے گھر گئے تو ان کی اہلیہ نے پانچ لاکھ روپے کا چیک کاٹ کے ان کو دے دیا۔ انسپکٹر نے کہا کہ آپ کے میاں پہلے ہی دس لاکھ دے چکے ہیں تو دوبارہ آپ بھی دے رہی ہیں تو اس خاتون کا جواب تھا کہ ہمیں جو نعمتیں بھی ملی ہیں وہ چندوں کی برکتوں سے ہی ملی ہیں۔ اس لیے دل چاہتا ہے کہ بار بار چندہ دیتے رہیں۔ اسی کی برکت سے ہماری تجارت میں ترقی مل رہی ہے اس لیے ہم چندوں سے کبھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

پھر

مالی

کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ''کائی'' شہر میں ہم نے جماعتی ریڈیو پر مالی قربانی اور وقفِ جدید کی اہمیت اور اس کے مقاصد کے موضوع پر پروگرام کیے۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ جماعتوں کا دورہ کیا تو حسبِ توفیق سب جماعتوں نے مالی قربانی میں کچھ نہ کچھ پیش کیا۔ ایک نومبائع نے بتایا کہ جب میں نے چندے کی تحریک کے بارے میں سنا تو میرے پاس نقد پیسے نہیں تھے کہ مَیں اللہ کی راہ میں پیش کر سکتا۔ پس میں نے فیصلہ کیا کہ میں بھی ضرور اپنی طرف سے جماعت احمدیہ کو کچھ نہ کچھ پیش کروں گا اور باقیوں سے پیچھے نہیں رہوں گا۔ کہتے ہیں کہ مَیں جنگل میں نکل گیا اور مَیں نے کافی خشک اور پرانی لکڑیاں جمع کیں۔ پھر وہیں ان لکڑیوں سے کوئلہ تیار کیا اور پھر اپنے گاؤں لے آیا اور جب جماعت کا وفد دورے پر گیا تو انہوں نے بیس کوئلے کی بوریاں چندے میں پیش کر دیں۔ جو بھی اس غریب آدمی سے ہو سکا اس نے کیا۔ بہرحال ان کے لحاظ سے وہ پچاس ہزار فرانک کی تھیں اور کہتے ہیں کہ اب مجھے بڑی خوشی ہے کہ میں نے بھی مالی قربانی میں حصہ لیا۔

پولینڈ

سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ سال کے آخر میں مربی صاحب نے چندہ وقفِ جدید کی تحریک کی تو کہتے ہیں میرے پاس تقریباً ایک سَو زلوتی (Zloty) موجود تھے۔ یہ پولش کرنسی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس دن چھبیس تاریخ کو جلسہ قادیان بھی تھا اور میرا خطاب بھی انہوں نے سننا تھا۔ موبائل کا پیکیج ان کا ختم ہو رہا تھا تو خطاب کس طرح سنیں اور کہتے ہیں کہ میرا دل چاہ رہا تھا کہ وہ بھی ضرور سنوں۔ کہتے ہیں بہرحال میں نے بیس زلوتی کا پیکیج کروا لیا اور اٹھائیس زلوتی فی کس کے حساب سے میں نے اپنا، بیٹے کا اور بیوی کا چندہ ادا کر دیا اور یہ فیصلہ کیا کہ ہم باقی دنوں میں اب کچھ نہیں خریدیں گے اور گھر میں موجود چیزوں پر ہی گزارہ کریں گے لیکن دل میں یہ خواہش بھی تھی کہ اگر اَور زیادہ رقم ہوتی تو ہم اور دیتے۔ کہتے ہیں ہم نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرمایا۔ کہتے ہیں 28/ دسمبر کو میں کام سے واپس آ رہا تھا تو ایک دوست نے میری کچھ رقم بارہ زلوتی دینی تھی۔ اس نے کہا مجھے یاد نہیں رہتا تھا اب آپ یہ لے لیں۔ گھر آ کر کہتے ہیں مَیں نے اکاؤنٹ دیکھا تو مختلف ذرائع سے پتہ نہیں کس طرح بارہ سو نوے زلوتی میرے اکاؤنٹ میں آئے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ تین سال سے جس فیکٹری میں کام کر رہا تھا اس نے کیونکہ کبھی اضافی رقم نہیں دی تھی اس لیے چندہ وقفِ جدید کی وجہ سے یہ رقم میرے اکاؤنٹ میں آئی تھی اور اس طرح کہتے ہیں مجھے تیرہ سو زلوتی مل گئے۔ کہتے ہیں پھر مَیں نے تین سو زلوتی اَور چندہ دے دیا۔ پھر کہتے ہیں ایک اَور اللہ کا فضل اس طرح ہوا کہ میرا بیٹا جہاں کام کرتا ہے اس کی تنخواہ میں سال میں ایک دفعہ اکتوبر یا نومبر میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس سال اکتوبر میں ایک مرتبہ اس کی تنخواہ میں اضافہ ہو چکا تھا لیکن اکتیس دسمبر کو دوبارہ اس کی تنخواہ میں مزید اضافہ ہو گیا۔ تو یہ کہتے ہیں کہ اس بات نے ہمارے ایمان میں بھی اضافہ کیا۔

تنزانیہ

کے ریجن شیانگا میں ایک جماعت ہے۔ وہاں کے نومبائعین آہستہ آہستہ مالی نظام میں شامل ہو رہے ہیں۔ وہاں کے معلم لکھتے ہیں کہ ایک دوست رمضان صاحب نے گذشتہ سال بیعت کی ہے۔ انہوں نے حسبِ استطاعت تحریک جدید اور وقفِ جدید کا چندہ لکھوایا اور سال کے اختتام سے قبل اپنے وعدے سے دوگنی ادائیگی بھی کر دی۔ اسی طرح ایک اَور موقع پر انہوں نے اپنی فیملی کی طرف سے ایک پلاٹ بھی جماعت کے نام کر دیا۔ گاؤں کے دوسرے لوگوں کے لیے جہاں وہ رہتے تھے یہ بڑی حیرت انگیز بات تھی۔ بعض نے ازراہِ مذاق ان کو کہا کہ یہ شخص تو اس طرح جلد بازی میں آ کر اپنا مال دین کی راہ میں ختم کر دے گا لیکن انہوں نے معلم کو بتایا کہ حقیقتاً جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر ہی انہیں مالی قربانی کی اہمیت اور اس کا مفہوم سمجھ میں آیا ہے۔ کہتے ہیں جب سے انہوں نے اللہ کی راہ میں قربانی کرنی شروع کی ہے ان کے کام میں بہت برکت ہوئی ہے۔ لوگ کچھ بھی کہیں لیکن دراصل اس سال کے دوران انہیں مختلف جگہوں پر مزید پلاٹ خریدنے اور دو مکانات بنوانے کی توفیق ملی ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے اور ایک پلاٹ جماعت کے نام کروانے کی برکت سے ہوا ہے۔

پھر

سیرالیون

کا واقعہ ہے کہ ایمان و اخلاص میں کس طرح نومبائع ترقی کر رہے ہیں۔ ان کے ریجن پورٹ لوکو (Port Loko) کے مشنری جبریل صاحب کہتے ہیں کہ ایک نومبائع جماعت کو وقفِ جدید کے حوالے سے تحریک کی گئی۔ نئی جماعت قائم ہوئی ہے۔ نومبائعین کی جماعت ہے۔ اسی دوران ایک بڑی عمر کی نابینا عورت ایک بچے کا سہارا لے کر میرے پاس پہنچی اور کہا کہ میں نے کوئی وعدہ تو نہیں لکھوایا لیکن میں یہ دو ہزار لیون (Leone) وقفِ جدید کے چندہ کے لیے دینے آئی ہوں۔ لوکل مشنری نے کہا کہ آپ نے خود کیوں تکلیف کی، مجھے بلا لیتیں۔ مَیں خود آپ کے پاس چلا آتا۔ تو اس نے جواب دیا۔ بوڑھی عورت کا یہ جواب سنیں۔ غریب عورت ہے اور بظاہر اَن پڑھ ہے۔ کہتی ہے ایک تو میں تھوڑی سی رقم دینے آئی ہوں اور وہ بھی میں آپ کو اپنے گھر بلا کر دوں۔ مَیں تو سارا ثواب لینا چاہتی ہوں اس لیے خود چل کر دینے آئی ہوں۔

آئیوری کوسٹ

کے ریجن سان پیدرو کے مبلغ کہتے ہیں کہ جماعت کے ایک ممبر کولی بالی صاحب ہیں۔ کہتے ہیں: موصوف نے رمضان میں مجھے فون کیا اور چندہ وقفِ جدید کے متعلق دریافت کیا تو کہا کہ کیا رمضان میں چندہ دینا یا اضافہ کرنا ضروری ہے؟ تو اس پر میں نے اسے کہا کہ رمضان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اسوہ یہی تھا کہ زیادہ سے زیادہ انفاق فی سبیل اللہ کیا کرتے تھے۔ اس کی اہمیت کے بارے میں بتایا اور چندہ وقفِ جدید اور تحریکِ جدید کے متعلق بھی اس کو بتایا کہ کس طرح یہ اشاعت اسلام کے کاموں میں خرچ ہوتا ہے اور بتایا کہ فرض تو نہیں لیکن اپنی حیثیت کے مطابق زیادہ سے زیادہ مالی تحریکات

میں دورانِ رمضان حصہ لینا چاہیے۔ بہرحال اس پر موصوف نے جو پہلے ہی ہر ماہ بیس ہزار فرانک چندہ دیتے آرہے تھے وعدہ کیا کہ آئندہ صرف ماہ رمضان میں ہی نہیں بلکہ ہر ماہ باقاعدگی سے اپنے گذشتہ لازمی چندہ کے ساتھ ساتھ تیس ہزار فرانک زائد رقم ادا کریں گے۔ زائد رقم خصوصاً وقفِ جدید اور تحریک جدید کی مد میں دیا کریں گے اور یہ بھی وعدہ کیا کہ ان شاءاللہ اس سال کے اختتام تک اس زائد رقم برائے چندہ وقفِ جدید کو مزید بڑھانے کی بھی کوشش کریں گے۔ کہتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے موصوف رمضان کے بعد سے تاحال ہر ماہ آغاز پر ہی خود فکر کے ساتھ لازمی چندہ جات کی ادائیگی کرتے ہیں۔

یہ اشاعتِ اسلام

کی بات ہے۔ اخراجات کی بات ہوئی ہے تو یہاں یہ بھی بتا دوں کہ گذشتہ سال اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ایک سو ستاسی (187) مساجد تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اس کے علاوہ افریقہ میں ایک سو پانچ (105) مساجد زیرِ تعمیر ہیں۔ اسی طرح ایک سو چوالیس (144) مشن ہاؤس قائم ہوئے جن کی اکثریت افریقہ میں ہے اور پینتالیس (45) مشن ہاؤس زیرِ تعمیر بھی ہیں۔ اس کے علاوہ جہاں فوری طور پر ہم مشن ہاؤس بنا نہیں سکتے وہاں کرائے پر عمارتیں لی جاتی ہیں۔ افریقہ کے ممالک میں سات سو اکتیس (731) مشن ہاؤسز اور مربی ہاؤس کرائے پر لیے ہیں۔ دوسرے ایشین ممالک میں بھی چھ سو بتیس (632) مشن ہاؤسز کرائے پر ہیں۔ تو بہرحال یہ بتا دوں کہ

عموماً وقفِ جدید کے چندے کا اکثر حصہ افریقہ کے ممالک پر خرچ کیا جاتا ہے۔

مسجد کی تعمیر وغیرہ کی بات ہوئی ہے تو یہ کام بھی اتنا آسانی سے نہیں ہو جاتا۔ مخالفین کی مخالفت کا بھی ہر جگہ سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی خاطر یہ سب کام جماعت کر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کا جماعت کی ترقی کا وعدہ بھی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی خاص مدد بھی شامل حال رہتی ہے۔

کونگو کنشاسا

کا ایک واقعہ بیان کر دیتا ہوں وہاں کے مبلغ لکھتے ہیں کہ یہاں باندندو (Bandundo) ریجن میں ایک جگہ جماعت کو قائم ہوئے دو سال کا عرصہ ہوا ہے۔ مسجد کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ وہاں سنی مسلمانوں نے احمدیوں کو تکلیف دینے اور سرکاری دفاتر میں ہمارے خلاف شکایت درج کروانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ جب کوئی حربہ کامیاب نہ ہوا تو قتل تک کی دھمکیاں دینے لگ گئے۔ بہرحال مخالفین کو تو کسی طرح کامیابی نہیں ملی لیکن دوسری طرف مسجد کی تعمیر کا کام جاری رہا۔ ایک احمدی دوست جو وہاں تعمیراتی کام کی نگرانی کر رہے ہیں انہوں نے بتایا کہ مسجد کی تعمیر کے دوران ایک دن یہاں کی یونیورسٹی کے ایک پروفیسر جو کہ عیسائی ہیں وہ ہمارے پاس آئے اور مسجد کی تعمیر میں مدد کرنے لگ گئے یہاں تک کہ احمدی جو دُور دُور سے ریت لے کر آتے تھے ان کے ساتھ مل کر ریڑھی یا wheelbarrow کو کھینچتے بھی رہے۔ ایک طرف سے مخالفین اپنا کردار ادا کر رہے ہیں دوسری طرف اللہ تعالیٰ غیروں کے ذریعہ بھی کام کرواتا چلا جاتا ہے۔ نیک فطرت لوگ اس طرح بھی آتے ہیں۔

پھر

کیمرون

کا ایک واقعہ ہے۔ وہاں بوادا سینگ (Biodes Senge) میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ یہ وہاں ایک شہر ہے دُوآلا (Douala) اس کا ایک محلہ ہے۔ کہتے ہیں کہ وہاں دو سال قبل جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ مسجد کی تعمیر شروع کی تو علاقے کے ایڈمنسٹریٹر کی طرف سے خط موصول ہوا کہ مسجد کا کام روک دو۔ جماعت نے کام روک دیا۔ پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی تنظیم نے گورنر صاحب کو اور تمام متعلقہ عہدیداروں کو خطوط لکھے ہیں کہ جماعت ایک دہشت گرد جماعت ہے۔ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، اس لیے مسجد نہیں بنا سکتے۔ یہ پروپیگنڈا جو اسلامی ملکوں کا ہے ان کے مولوی وہاں جاتے ہیں اور وہ کرتے رہتے ہیں۔ بہرحال انہوں نے بھی پھر یہ خط لکھے۔ خود بھی دعاؤں میں مصروف ہو گئے۔ رابطے وغیرہ بھی کیے۔ کہتے ہیں کہ ایک ماہ کے بعد ایڈمنسٹریٹر نے ہمیں اپنے دفتر میں بلایا اور مختلف تنظیموں کے سربراہان اور مسلمانوں کے چیف امام اور دوسرے لوگوں کو بھی بلایا۔ ایڈمنسٹریٹر نے ایک رپورٹ پڑھنی شروع کی اور مسلمانوں کی شکایت پر جو کام روکا گیا، یہ کہا کہ ہم نے رکوا تو دیا تھا لیکن ہم نے کیمرون کے مختلف علاقوں میں سے رپورٹیں منگوائی ہیں۔ جماعت احمدیہ انٹرنیشنل جماعت ہے۔ دو سو سے زائد ملکوں میں یہ کام کر رہی ہے۔ پندرہ سال سے کیمرون میں بھی کام کر رہی ہے۔ کیمرون میں بھی کئی جگہ یہ مساجد بنا چکی ہے۔ بہرحال بتایا کہ اس طرح یہ دینی خدمات کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جو خدمتِ خلق کے کام کر رہے ہیں اس کے بارے میں بھی اس نے کہا کہ بہت سے علاقوں میں صاف پانی کے بور ہول بھی کیے ہیں۔ انہوں نے پمپ لگائے ہیں۔ یہ لوگ یتیموں کی پرورش کر رہے ہیں۔ طلبہ کی علمی میدان میں مدد کر رہے ہیں۔ اسی طرح دہشت گرد تنظیموں کے خلاف ہمیشہ بات کرتے ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ جماعت امن اور رواداری کی تعلیم دیتی ہے اور یہ بھی کہتی ہے کہ تلوار کا جہاد نہیں بلکہ قلم کا جہاد ہے۔ یہ ساری باتیں اس نے ان لوگوں کو بتائیں اور پھر یہ بھی بتایا کہ مسلمان اکابرین جو ہیں، سلطان اور دوسرے لوگ بھی ان کے جلسوں میں شامل ہوتے ہیں تو اس لیے تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کی مسجد کو روکا جائے۔ یہاں بھی یہ مسجد بنا سکتے ہیں۔ کہتے ہیں جب اس نے رپورٹ ختم کی تو وہاں کے اس علاقے کے مسلمان لیڈر جتنے تھے کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کافر ہیں ہم ان کو کافر سمجھتے ہیں اور جو رپورٹ آپ نے تیار کی ہے وہ ہم سے پوچھے بغیر بنائی ہے ہم نہیں مانتے۔ بہرحال ایڈمنسٹریٹر نے غصہ میں آ کر انہیں کہا کہ میں اپنا کام جانتا ہوں اور یہاں سے چلے جاؤ۔ بہرحال وہ لوگ خاموش ہو گئے اور جماعت کو کہا کہ آپ مسجد بنائیں۔

جماعت احمدیہ کی خدمات کا جو نیک اثر قائم ہوتا ہے وہ ہر عقل مند کو مجبور کرتا ہے کہ وہ جماعت کی تعریف کرے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے جب کام کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ پھر مددگاروں کی فوج بھی بھیج دیتا ہے اور خود ہی ان کے مخالفین کی روکوں کو دور فرماتا ہے۔

کس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل بڑھتے ہیں اس کا بھی ایک واقعہ بیان کر دوں۔

اَپر ویسٹ ریجن گھانا

کی ایک رپورٹ ہے۔ کہتے ہیں وہاں تبلیغ کے سلسلہ میں ساٹھ سے زائد بیعتیں ملیں۔ گاؤں میں جماعت کی ایک چھوٹی سی کچی اینٹوں کی مسجد تھی۔ ہماری کامیابیوں کو دیکھتے ہوئے غیر احمدی مسلمانوں نے ہماری مسجد کے بالکل سامنے ایک پختہ اور خوبصورت مسجد تعمیر کروائی اور اس مسجد کے ذریعہ ہمارے نومبائعین کو اپنی جانب کھینچنے کی کوشش کی تو جو چند کمزور نومبائعین تھے ادھر چلے بھی گئے۔ بعد میں جماعت نے وہاں بھی بڑی شاندار اور بڑی مسجد بنا لی ہے۔ اب اللہ کے فضل سے ہمارے اپنے ممبران تو مسجد میں آتے ہی ہیں اس کے علاوہ غیر احمدیوں کے (لوگ) بھی کثیر تعداد میں وہاں آنا شروع ہو گئے ہیں اور ہماری مسجد نمازیوں سے بھر گئی ہے اور ان کی مسجد بالکل خالی رہنے لگ گئی ہے یا بہت کم لوگ وہاں ہیں۔ نومبائعین کی تعلیم و تربیت کے لیے روزانہ وہاں کلاسیں بھی اللہ کے فضل سے ہو رہی ہیں۔ جس سے جماعت کی ترقی میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بہت سے واقعات ہیں اللہ تعالیٰ سچے وعدوں والا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیے گئے اپنے وعدوں کو پورا فرما رہا ہے اور غیب سے مدد بھی فرماتا ہے اور فرمائے گا ان شاء اللہ۔ ہمیں تو وہ موقع دیتا ہے کہ اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے اس کی راہ میں خرچ کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بن سکیں۔

اب میں حسب روایت گذشتہ سال یعنی

2021ء کی وقفِ جدید کی مختصر رپورٹ

پیش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جو گذشتہ سال تھا یہ چونسٹھواں سال تھا اور اس سال جنوری میں 2022ء کا نیا سال بھی شروع ہو گیا ہے تو گذشتہ سال کی رپورٹ یہ ہے کہ اس میں

جماعت کی وقفِ جدید کی جو قربانی ہے وہ ایک کروڑ بارہ لاکھ ستتر ہزار پاؤنڈ یا تقریباً 11.2 ملین ہے اور گذشتہ سال سے یہ قربانی سات لاکھ بیالیس ہزار پاؤنڈز زیادہ ہے۔

دنیا کے اقتصادی حالات کو اگر دیکھیں تو اللہ کا بڑا فضل ہے۔ اس سال بھی برطانیہ کی جماعت جو ہے مجموعی

وصولی کے لحاظ سے اوّل پوزیشن میں ہے۔ پاکستان کی کرنسی کیونکہ گر گئی ہے اس لیے ان کی پوزیشن تو بہت نیچے چلی جاتی ہے اس کے باوجود وہ اپنی طاقت کے مطابق بہت قربانی کر رہے ہیں۔ بہرحال پوزیشن کے لحاظ سے برطانیہ کا نمبر ایک ہے۔ پھر جرمنی ہے اور اللہ کے فضل سے برطانیہ نے اس سال کافی اچھی قربانی کی ہے اور بہت فرق ہے جرمنی اور برطانیہ کا۔ پھر نمبر تین پہ کینیڈا ہے۔ پھر امریکہ ہے۔ پھر بھارت ہے۔ پھر آسٹریلیا ہے۔ انڈونیشیا ہے۔ مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے۔ گھانا ہے اور بیلجیم۔

فی کس ادائیگی کے لحاظ سے

نمبر ایک پر امریکہ ہے۔ پھر سوئٹزرلینڈ ہے۔ پھر برطانیہ ہے۔

افریقہ میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے

نمایاں جماعتیں جو ہیں: نمبر ایک گھانا ہے۔ پھر ماریشس ہے۔ پھر نائیجیریا ہے۔ پھر برکینا فاسو ہے۔ پھر تنزانیہ ہے۔ پھر سیرالیون ہے۔ پھر لائبیریا ہے۔ پھر گیمبیا۔ پھر یوگنڈا۔ آخر میں نمبر دس پہ بینن۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے شاملین کی تعداد بھی چودہ لاکھ پینتالیس ہزار ہے۔

وصولی کے لحاظ سے برطانیہ کی جو دس بڑی جماعتیں ہیں ان کی پوزیشن یہ ہے: اسلام آباد نمبر ایک پہ، پھر فارنہم (Farnham)، پھر ووسٹر پارک (Worcester Park)، پھر چیم ساؤتھ (Cheam South)۔ پھر آلڈر شاٹ (Aldershot)۔ پھر برمنگھم ساؤتھ (Birmingham-South)، پھر وال سال (Walsall)، جلنگھم (Gillingham)، گلفرڈ (Guildford)، یول (Ewell)۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے پہلے پانچ ریجن جو ہیں ان میں پہلا ریجن بیت الفتوح ہے۔ نمبر دو پہ اسلام آباد۔ پھر مسجد فضل۔ پھر بیت الاحسان۔ پھر مڈلینڈز (Midlands)۔

اطفال۔ دفتر اطفال کے لحاظ سے دس جماعتیں جو ہیں: اسلام آباد نمبر ایک پہ۔ آلڈر شاٹ (Aldershot) نمبر دو۔ پھر فارنہم (Farnham)۔ روہیمپٹن (Roehampton)۔ پھر گلفرڈ (Guildford)۔ یول (Ewell)۔ مچم پارک (Mitcham Park)۔ بیت الفتوح (Baitul Futuh)۔ وال سال (Walsall)۔ برمنگھم ویسٹ (Birmingham-West)۔

وصولی کے لحاظ سے جرمنی کی پانچ لوکل امارات: ہیمبرگ (Hamburg) نمبر ایک پہ۔ پھر فرینکفرٹ (Frankfurt)۔ پھر گروس گیراؤ (Gros Gerau)۔ پھر ویزبادن (Wiesbaden)۔ پھر ڈِٹسن باخ (Dietzenbach)۔

وصولی کے لحاظ سے پہلے دس جماعتوں کی فہرست: روڈرمارک (Rödermark) نمبر ایک پہ۔ پھر روڈگاؤ (Rodgau)۔ پھر نوئس (Neuss)۔ پھر روڈرز ہائم (Rödersheim)۔ پھر مہدی آباد فریڈبرگ (Friedberg)۔ ہناؤ (Hanau) فلورس ہائم (Flörsheim)۔ فرانکن تھال (Frankenthal)۔ کوبلنز (Koblenz)۔ اور نِدا (Nidda)۔

دفتر اطفال میں پہلی پانچ ریجن جو ہیں: ہیمبرگ (Hamburg) نمبر ایک پہ۔ پھر ساؤتھ ویسٹ ہیسن (South West Hessen)۔ تاؤنس (Taunus)۔ ہیسن مِٹے (Hessen-Mitte)۔ رائن لینڈ فالز (Rheinland-Pfalz)۔

وصولی کے لحاظ سے کینیڈا کی امارتیں جو ہیں ان میں نمبر ایک پہ وان ہے۔ پھر کیلگری (Calgary)۔ پھر پیس ویلج (Peace Village)۔ پھر وینکوور (Vancouver)۔ بریمٹن ویسٹ (Brampton-West)۔

دس بڑی جماعتیں جو کینیڈا کی ہیں ان میں حدیقہ احمد نمبر ایک پہ۔ ملٹن ویسٹ (Milton-West)۔ بریڈ فورڈ (Bradford)۔ ڈرہم (Durham)۔ ملٹن ایسٹ (Milton East)۔ رجائنا (Regina)۔ آٹوا ویسٹ (Ottawa-West)۔ ونی پیگ (Winnipeg)۔ ہملٹن ماؤنٹین (Hamilton Mountain)۔ ایبٹس فورڈ (Abbotsford)۔

اور دفتر اطفال کی نمایاں امارتیں: وان (Vaughan) نمبر ایک۔ پھر پیس ویلج (Peace Village)۔ پھر کیلگری (Calgary)۔ ٹورنٹو ویسٹ (Toronto-West)۔ بریمپٹن ویسٹ (Brampton-West) ہیں۔

دفتر اطفال کی پانچ نمایاں جماعتیں: حدیقہ احمد نمبر ایک۔ بریڈ فورڈ (Bradford)۔ ڈرہم (Durham)۔ لندن (London)۔ ملٹن ویسٹ (Milton-West)۔

امریکہ کی وصولی کے لحاظ سے جو دس جماعتیں ہیں: میری لینڈ (Maryland)۔ لاس اینجلس (Los Angeles)۔ ڈیٹرائٹ (Detroit)۔ سیلیکون ویلی (Silicon Valley)۔ بوسٹن (Boston)۔ آسٹن (Austin)۔ فینکس (Phoenix)۔ سیراکوس (Syracose)۔ لاس ویگس (Las Vegas) اور فچ برگ (Fitchburg)۔

دفتر اطفال کے لحاظ سے پہلی دس جماعتیں: میری لینڈ (Maryland)۔ لاس اینجلس (Los Angeles)۔ سیئٹل (Seattle)۔ اورلینڈو (Orlando)۔ آسٹن (Austin)۔ سیلیکون ویلی (Silicon Valley)۔ فینکس (Phoenix)۔ فچ برگ (Fitchburg)۔ لاس ویگاس (Las Vegas)۔ زائن (Zion) ہیں۔

پاکستان میں چندہ بالغان کی پہلی تین جماعتیں ہیں: اول لاہور۔ پھر ربوہ۔ پھر کراچی۔ اور اضلاع کی پوزیشن یہ ہے۔ اسلام آباد نمبر ایک پہ۔ پھر فیصل آباد، گجرات، گوجرانوالہ، سرگودھا، ملتان، عمر کوٹ، حیدرآباد، میر پور خاص، ڈیرہ غازی خان۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے پہلی دس جماعتیں ہیں: اسلام آباد شہر، ڈیفنس لاہور، ٹاؤن شپ لاہور، کلفٹن کراچی، دارالذکر لاہور، ماڈل ٹاؤن لاہور، گلشن آباد کراچی، سمن آباد لاہور، عزیز آباد کراچی، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔

دفتر اطفال کی تین بڑی جماعتیں ہیں: اول لاہور۔ دوم کراچی۔ سوئم ربوہ۔ دفتر اطفال میں اضلاع کی پوزیشن یہ ہے۔ اسلام آباد نمبر ایک۔ سیالکوٹ۔ پھر راولپنڈی سرگودھا۔ فیصل آباد۔ گجرات۔ حیدرآباد۔ میر پور خاص۔ عمر کوٹ۔ نارووال۔

غیر معمولی مساعی کرنے والی جماعتیں جو ہیں۔ ڈرگ روڈ کراچی۔ نور پورہ لاہور۔ گوجرانوالہ شہر۔ بیت الفضل فیصل آباد۔ پشاور شہر۔ دہلی گیٹ لاہور۔ کوٹلی آزاد کشمیر۔ ننکانہ صاحب۔

بھارت کے پہلے دس صوبے جو ہیں۔ کیرالہ۔ جموں کشمیر۔ تامل ناڈو۔ تلنگانہ۔ کرناٹکا۔ اڑیشہ پنجاب۔ ویسٹ بنگال۔ دہلی۔ مہاراشٹرا۔

دس جماعتیں وصولی کے لحاظ سے حیدر آباد نمبر ایک۔ پھر قادیان۔ پھر کیرولائی۔ پھر پاٹھا پریام۔ کوئمبا ٹور۔ بنگلور۔ کلکتہ۔ کالی کٹ۔ رشی نگر۔ ملاپلیام۔

آسٹریلیا کی جو دس جماعتیں ہیں: ملبرن لانگ وارن (Melbourne Langwarrin)۔ کاسل ہل (Castle Hill)۔ مارسڈن پارک (Marsden Park)۔ ایڈیلیڈ ساؤتھ (Adelaide South)۔ میلبورن بیروک (Melbourne Berwick)۔ پرتھ (Perth)۔ پینرتھ (Penrith)۔ ایڈیلیڈ ویسٹ (Adelaide West) اور لوگن ایسٹ (Logan East)۔

بالغان میں آسٹریلیا کی جماعتیں: ملبرن لانگ وارن (Melbourne Langwarrin)۔ کاسل ہل (Castle Hill)۔ مارسڈن پارک (Marsden Park)، ایڈیلیڈ ساؤتھ (Adelaide South)۔ ملبرن بیرک (Melbourne Berwick)۔ پرتھ (Perth)۔ پینرتھ (Penrith)۔ ایڈیلیڈ ویسٹ (Adelaide West)۔ بلیک ٹاؤن (Blacktown) اور کینبرا (Canberra)۔

دفتر اطفال میں آسٹریلیا کی جماعتیں ہیں: ملبرن لانگ وارن (Melbourne Langwarrin)۔ ایڈیلیڈ ساؤتھ (Adelaide South)۔ ملبرن بیرک (Melbourne Berwick)۔ لوگن ایسٹ (Logan East)۔ پرتھ (Perth)۔ کاسل ہل (Castle Hill)۔ ملبرن ایسٹ (Melbourne East)۔ ماؤنٹ ڈرویٹ (Mount Druitt)۔ پینرتھ (Penrith)۔ برسبن سینٹرل (Brisbane Central)۔

یہ ان کی پوزیشنیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام قربانی کرنے والوں کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 28 جنوری 2022ء)

محی الدین عباسی ۔لندن

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا مہمانوں سے حسن سلوک

حضرت مسیح موعودؑ کی طبیعت نہایت درجہ مہمان نواز تھی اور جو لوگ جلسہ کے موقعہ پر یا دوسرے موقعوں پر آتے تھے خواہ وہ احمدی ہوں یا غیر احمدی وہ آپ کی محبت اور مہمان نوازی سے پورا پورا حصہ پاتے تھے اور آپ کو ان کے آرام و آسائش کا از حد خیال رہتا تھا ہر مہمان کو ایک عزیز کے طور پر ملتے تھے اور اس کی خدمت اور مہمان نوازی سے دلی خوشی پاتے تھے۔ آپ ہمیشہ مسکراتے چہرے کے ساتھ ملتے، مصافحہ کرتے ،خیریت پوچھتے،عزت کے ساتھ بٹھاتے۔ گرمی کا موسم ہوتا تو شربت بنا کر پیش کرتے، سردیاں ہوتیں تو چائے، دودھ وغیرہ تیار کرواتے، رہائش کی جگہ کا انتظام کرتے، کھانے وغیرہ کے متعلق منتظمین کو خود بلا کر ہدایت اور تاکید فرماتے کہ مہمان کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔

حضور کے ایک صحابی سیٹھی غلام نبی صاحب روایت کرتے ہیں کہ میں حضور اقدس سے ملاقات کے لئے چکوال سے قادیان آیا۔ ان دنوں شدید سردی تھی اور بارش بھی ہو رہی تھی رات کو میں کھانا کھا کر سو گیا اور آدھی رات گزر چکی تھی کسی نے میرے دروازے پر دستک دی میں نے اُٹھ کر درواز و کھولا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ ایک ہاتھ میں گرما گرم دودھ اور دوسرے ہاتھ میں لالٹین لیے کھڑے ہیں اور مجھے بڑی محبت اور شفقت سے فرمایا کہ کہیں سے دودھ آ گیا تھا مگر دیر سے آیا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ آپ کو رات میں دودھ پینے کی عادت ہو گی یہ پی لیں۔ آپ ساری زندگی یہ واقعہ بیان کرتے تھے اور آنسوؤں سے تر ہو جاتے تھے۔

مشہور صحابی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی بیان کرتے ہیں کہ گرمیوں کا موسم تھا اور حضرت اقدس کے اہل خانہ لدھیانہ گئے ہوئے تھے میں آپ کو ملنے اندرون خانہ چلا گیا حضور ایک کمرہ میں پڑھتے ہوئے ٹہل رہے تھے۔ میں وہاں چارپائی پر بیٹھتے ہی لیٹ گیا اور نیند آ گئی۔ کچھ دیر بعد جب جاگا تو کیا دیکھتا ہوں میرے آقا و مرشد حضرت مسیح موعودؑ میری چارپائی کے پاس ہی نیچے فرش پر لیٹے ہوئے ہیں، میں گھبرا کر ادب سے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے بڑی محبت سے پوچھا مولوی صاحب آپ کیوں اُٹھ بیٹھے۔ میں نے عرض کیا خدا کا مسیح نیچے فرش پر لیٹے اور میں ادنیٰ خادم چارپائی پر کیسے نیند کر سکتا ہے۔حضرت اقدس نے مسکرا کر فرمایا آپ بے تکلفی سے لیٹے رہیں، میں تو آپ کا پہرہ دے رہا ہوں تا کہ بچے شور نہ کریں۔

اللہ اللہ! سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا اپنے مہمانوں، غلاموں کے ساتھ محبت و شفقت کا یہ عالم۔ بیشک آپ رحمت تھے مہمانوں کے لئے۔ وہ عجیب ہستی تھی جو دنیا میں آئی اور اپنی رحمت کے پھول بکھیرتی ہوئی اپنے دائمی دیس کو رخصت ہو گئی۔

حضرت مسیح موعودؑ کی مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ شروع میں جب مہمانوں کی کثرت نہیں تھی تو آپ مہمانوں کے ساتھ اپنے مکان کے حصہ میں ہی اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھایا کرتے تھے اور ساتھ ساتھ علمی اور روحانی کھانے کا بھی دسترخوان بچھ جاتا تھا۔حضرت اقدس ہر مہمان کے متعلق دریافت فرماتے رہتے کہ کسی خاص چیز کو جو کھانے کے علاوہ ہو مثلاً دودھ، چائے، لسی یا پان کی عادت تو نہیں پھر ہر ایک کے لئے اس کی عادت کے موافق وہ چیز ضرور مہیا فرماتے ۔حضرت اقدس کی عادت تھی کہ وہ بہت تھوڑا کھانا کھایا کرتے پھر بھی آپ روٹی کے چھوٹے چھوٹے ذرے اُٹھا کر منہ میں ڈالتے رہتے تھے تا کہ کوئی مہمان اس خیال سے کہ حضور نے کھانا کھا لیا ہے دسترخوان سے بھوکا ہی نہ اُٹھ جائے۔ اللہ اللہ کیا پیارا زمانہ تھا کہ ان صحابہ کا محبوب آقا ان کے ساتھ شریک طعام ہے۔ اسی طرح جب کوئی مخلص دوست ملاقات کے بعد واپس جانے لگتا تو حضرت اقدس علیہ السلام قادیان سے میلوں تک اسے رخصت کرنے کے لئے ساتھ جاتے اور بڑی محبت اور دعاؤں کے ساتھ رخصت فرماتے اور ان کی واپسی پر آپ کو اسی طرح رنج اور صدمہ پہنچتا کہ گویا کوئی قریبی دوست رخصت ہو رہا ہے۔حضرت منشی ظفر احمد صاحب سے روایت ہے کہ ایک دفعہ منی پور آسام کے دور دراز علاقہ سے دو مہمان معزز غیر از جماعت حضرت مسیح موعودؑ کا نام اور دعوی سن کر قادیان آئے اور مہمان خانہ کے پاس پہنچ کر خادموں کو سامان تانگہ سے اتارنے اور فوری چارپائیاں بچھوانے کا حکم دیا مگر ان خدام نے اپنے کسی ضروری کام کی وجہ سے خیال نہ کیا تو وہ رنجیدہ ہو کر فوراً اسی تانگہ پر بٹالہ کی طرف روانہ ہو پڑے ۔ جب حضرت مسیح موعودؑ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ باہر تشریف لائے اور ان مہمانوں کے پیچھے بٹالہ کے راستہ پر تیز تیز چل پڑے اور چند خدام اور میں بھی حضور اقدس کے ساتھ نکلے۔ قادیان سے اڑہائی میل پر نہر کے پل کے پاس انہیں جا لیا اور بڑی محبت و معذرت کے ساتھ واپس جانے کا اصرار کیا۔حضرت اقدس نے فرمایا آپ کے قادیان سے چلے جانے سے مجھے سخت تکلیف ہوئی ہے۔ آپ یکہ پر سوار ہو جائیں اور ہم پیدل چلیں گے مگر وہ احترام اور شرمندگی کی وجہ سے سوار نہ ہوئے حتٰی کہ یہ قافلہ واپس قادیان آ گیا اور مہمان خانہ پہنچ کر ان کا سامان وغیرہ اتارنے کے لئے حضور نے خود اپنا ہاتھ یکہ کی طرف بڑھایا مگر وہاں خداموں نے آگے بڑھ کر سامان اتار لیا۔ حضرت اقدسؑ ان دونوں سے محبت اور دلداری کی گفتگو فرماتے رہے اور دریافت فرمایا کہ آپ لوگ کھانے میں کیا پسند کرتے ہیں؟ اور پھر حسب منشاء کھانا آ گیا۔ آپ ان کے پاس بیٹھے رہے اور دن رات خوب خدمت مدارت کی گئی۔ دوسرے دن جب مہمان اپنے وطن جانے لگے تو حضرت اقدس نے اپنے گھر سے دو گلاس دودھ کے منگوا کر محبت سے ان کی خدمت میں پیش کئے اور پھر دو تین میل پیدل چل کر نہر سے واپس تشریف لائے۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ مغرب کی نماز کے بعد مسجد مبارک قادیان کی اوپری منزل کی چھت پر کچھ آئے ہوئے معزز مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانے کے انتظار میں تشریف فرما تھے۔ ان احباب میں ایک صحابی میاں نظام الدین صاحب بھی تھے۔ یہ صحابی بہت ہی غریب اور خستہ حال بلکہ ان کے کپڑے بھی پھٹے پرانے تھے اور حضرت اقدس سے چار آدمیوں کے فاصلہ پر مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر مزید کچھ مہمان آ گئے جو حضرت اقدسؑ کے قریب بیٹھتے گئے اسی طرح آنے والوں کی وجہ سے ہر دفعہ میاں نظام دین پیچھے ہٹتے گئے حتی کہ وہ جوتوں کی جگہ پر پہنچ گئے ۔اتنے میں کھانا آ گیا اور تقسیم ہونے لگ گیا تو حضرت اقدس جو یہ سارا نظارہ دیکھ رہے تھے۔ آپ نے ایک سالن کا پیالہ اور کچھ روٹیاں اپنے ہاتھ میں اُٹھائیں اور میاں نظام الدین کے پاس جا کر فرمایا:

’’آؤ! میاں نظام الدین ہم اور آپ اندر بیٹھ کر کھانا کھائیں۔‘‘

پھر آپ مسجد کے ساتھ والی کوٹھڑی میں تشریف لے گئے اور میاں نظام الدین کے ساتھ اندر اکٹھے بیٹھ کر ایک ہی پیالہ میں کھانا کھایا۔ یہ سلوک دیکھ کر میاں نظام الدین صاحب خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے اور اپنی ساری زندگی اسی نشہ میں یہ گن گاتے رہے کہ میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نبی اور مامور وقت کے ساتھ بیٹھ کر ایک ہی برتن میں کھانا کھایا جو بڑے بڑے امیروں اور رئیس زادوں کو بھی نصیب نہیں ہوا۔ آپ ساری زندگی یہ واقعہ بیان کرتے تھے اور آنسوؤں سے تر ہو جاتے تھے۔

اللہ اللہ میرے آقا و مرشد کا یہ محبت بھرا سلوک کیا تھا۔ یہ عظیم ہستی، خدا کا پاک مسیح موعودؑ، نبی اللہ ، خدا کا یہ پیارا اپنے ماننے والوں کے لئے نہ راتیں دیکھتا ہے اور نہ ہی دن جس کی اس دنیا میں کوئی مثال نہیں۔ اپنے تو اپنے غیر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی کے اعلیٰ اخلاق کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکے۔

مولانا ابوالکلام آزاد کے بڑے بھائی مولانا ابوالنصر صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی کے تعلق میں ایک روایت بیان کرتے ہیں جو انہوں نے 1905ء میں اخبار وکیل امرتسر انڈیا میں چھپوائی۔ مولانا صاحب علم دوست زیرک اور سمجھدار اور سُلجھے ہوئے بزرگ تھے۔ 1905ء میں جب قادیان آئے تو حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات کی اور ان کی صحبت میں رہے اور مہمان رہنے کے بعد قادیان سے واپس اپنے شہر آئے تو اخبار وکیل میں ایک مضمون ’’حضور سے ملاقات اور مہمان نوازی‘‘ کے بارے میں شائع کروایا۔

مولانا صاحب روایت کرتے ہیں: میں نے کیا دیکھا! قادیان کی بستی دیکھی! اور جناب مرزا صاحب مسیح موعودؑ سے ملاقات کی اور ان کا مہمان رہا۔ جناب مرزا صاحب قادیانی کے اخلاق عالی اور توجہ کا مجھے شکر یہ ادا کرنا چاہئے۔حضرت مرزا صاحب کی صورت نہایت ہی شاندار ہے جس کا اثر بہت قوی اور دل کو فریفتہ کر لیتا ہے۔ آنکھوں میں خاص طرح کی چمک اور کیفیت ہے۔مزاج بہت ٹھنڈا مگر دلوں کو گرمانے والا ہے۔ آپ کے مریدوں میں بڑی عقیدت اور بڑا اخلاص دیکھا۔حضرت مرزا صاحب کی وسیع اخلاقی کا یہ ادنیٰ نمونہ ہے کہ اثنائے قیام اور مہمان نوازی کی متواتر نوازشوں پر بایں الفاظ مجھے مشکور ہونے کا موقع دیا کہ ہم آپ کو اس وعدہ پر جانے کی اجازت دیتے ہیں کہ آپ پھر آئیں اور کم از کم دو ہفتہ قیام کریں۔ میں جس شوق کو لے کر گیا تھا اسے ساتھ لایا اور شاید وہی شوق مجھے دوبارہ قادیان لے جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم بھی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اس عملی نمونے پر اپنی زندگیوں میں عمل پیرا ہو جائیں اور ایک سچے اور حقیقی احمدی کے طور پر اپنی زندگیاں بسر کرنے والے ہوں۔

(نوٹ: اس مضمون میں شامل تمام حوالہ جات حضرت مرزا بشیر احمدؓ کی کتب ’’سیرت طیبہ‘‘ اور ’’سیرت المہدی‘‘ سے لئے گئے ہیں۔)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ایک دعا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مولا کے حضور عرض کرتے ہیں کہ:

’’اے میرے رب! مَیں نے تجھے اختیار کیاہے پس تُو بھی مجھے اختیار کر اور میرے دل کی طرف نظر کر اور میرے قریب آ جا کہ تُو بھیدوں کا جاننے والاہے اورہر اُس چیز سے خوب باخبر ہے جو غیروں سے چھپائی جاتی ہے۔ اے میرے رب! اگر تُو جانتاہے کہ میرے دشمن سچے اور مخلص ہیں تو مجھے اس طرح ہلاک کر ڈال جیسے سخت جھوٹے ہلاک کئے جاتے ہیں۔ اور اگر تُو جانتاہے کہ مَیں تجھ سے ہوں اور تیری طرف سے بھیجا گیا ہوں تو تُو میری مدد کر، تُو میری مدد کے لئے کھڑا ہوکہ مَیں تیری مدد کا محتاج ہوں‘‘۔

(اعجاز المسیح،روحانی خزائن جلد 18۔صفحہ 203-204)

روزنامہ الفضل کے پہلے صفحہ سے اقتباس بچوں کو پڑھنے کے لئے دیا کریں

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس)

نیشنل مجلس عاملہ فن لینڈ کی حضور انور ایدہ اللہ سے ورچوئل ملاقات بمؤرخہ 12 نومبر 2021ء کے دوران ایک ممبر نے حضور سے سوال کیا کہ

حضور! لوگوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھنے کا شوق کیسے پیدا کیا جائے؟

حضور انور نے فرمایا: مختلف موضوعات پر چھوٹے چھوٹے اقتباس نکال کر ان کو ٹائپ کر کے پرنٹ نکال کے لوگوں میں دیں۔ وہ لوگ جن کو پڑھنے کا شوق ہی نہیں ان کے لیے ایک کتاب کو لگاتار پڑھنا مشکل ہے۔اگر انہیں اقتباسات دیں گے تو کچھ نہ کچھ اس subject پر توجہ پیدا ہو جائے گی۔انگلش یا اردو میں ٹائپ کر کے گھروں میں دیا کریں۔ اس سے پھر اگر کتابیں نہیں تو کم از کم اقتباسات ہی پڑھنا شروع کر دیں گے۔**الفضل میں جو اقتباسات آتے ہیں۔ روزنامہ الفضل اور انٹرنیشنل الفضل کے شروع میں ہی پہلے صفحہ پر جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اقتباسات آتے وہی نکال کے ان کو دے دیا کریں۔ اس سے کم از کم کچھ نہ کچھ تو ان لوگوں کو پتا لگ جائے گا۔** باقی آج کل پڑھنے کا رجحان ہی نہیں ہے۔ آج کل تو رجحان یہ ہے کہ سوشل میڈیا پر ہی 30 سیکنڈ کے اندر اندر جو بات کان میں پڑ جائے وہ دیکھ لو یا سن لو۔

(This week with Huzur, 12,Nov 2021)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ

(الشفاء لقاضی عیاض جلد اول صفحہ 73 الباب الثانی فی تکمیل المحاسن الفصل: و اما الحلم دار لکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

ترجمہ: اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ وہ مجھے نہیں جانتے۔

یہ سید و مولیٰ، خیر البشر، رحمۃ للعالمین، آقائے دو جہاں، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی اپنی قوم کے لئے ہدایت کی دعا ہے۔

پیارے امام عالی مقام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

آنحضرت ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک دعا خاص طور پر مَیں کہنا چاہتا ہوں جس طرح شروع میں مَیں نے ذکر بھی کیا تھا کہ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ جب غزوہ احد کے وقت آنحضرت ﷺ کا دانت مبارک شہید ہوا، بلکہ دندان شہید ہوئے اور آپؐ کا چہرہ مبارک زخمی ہوگیا تو یہ صحابہ کرام کے لئے بڑی تکلیف دہ بات تھی۔ انہوں نے کہا کہ آپؐ ان لوگوں کے خلاف بد دعا کریں۔ آپؐ نے فرمایا ”مجھے لعنت ملامت کرنے والا بنا کر مبعوث نہیں کیا گیا بلکہ مَیں خدا کی طرف دعوت دینے والا باعث رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں۔“ پھر آپؐ نے یوں دعا کی کہ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ کہ اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ وہ مجھے نہیں جانتے۔

(الشفاء لقاضی عیاض جلد اول صفحہ 72-73 الباب الثانی فی تکمیل اللہ تعالیٰ لہ المحاسن الفصل: و اما الحلم دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002)

یہی دعا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی سکھائی گئی ہے اور آپؑ کی جماعت کو بھی کرنی چاہئے۔

آج کل پاکستان کے جو حالات ہیں ان میں پاکستانیوں کو خاص طور پر یہ دعا کرنی چاہئے۔ یہ مخالفت میں تو بڑھے ہوئے ہیں لیکن اس وجہ سے یہ اسلام کی حقیقی تعلیم کو بھی بھول چکے ہیں اور یقیناً بھولنا تھا۔ اسی وجہ سے مشکل میں بھی گرفتار ہوئے ہوئے ہیں۔ نہیں سمجھتے کہ کیا حالات ہو رہے ہیں؟ کیا ان کے ساتھ ہو رہا ہے اور کیا ان کے ساتھ آئندہ ہونے والا ہے اور جب تک یہ ہدایت کی طرف قدم نہیں بڑھائیں گے یہ حالات چلتے چلے جائیں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اس ملک پر بھی اور اس قوم پر بھی رحم کرے۔ ان کے لئے روزانہ بڑے درد دل سے دعا کریں کہ احمدیوں کی مخالفت میں آج کل وہاں بڑھ چڑھ کر کوئی نہ کوئی کارروائی ہو رہی ہوتی ہے۔ گو زندگی کی اس ملک میں کوئی قیمت نہیں ہے۔ مگر احمدی کو صرف اس لئے قتل کیا جاتا ہے، مارا جاتا ہے، شہید کیا جاتا ہے کہ وہ اس زمانہ کے امام کو ماننے والا ہے۔

(خطبہ جمعہ 27 فروری 2009ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

نے کہا) کہ پھر محمدؐ صاحب قادیان آگئے ہیں۔ کہتے ہیں اس بات کو سن کر مجھے حیرانی ہوئی، نئی نئی بیعت ہوئی ہوئی تھی۔ اور دعا کی کہ یا الٰہی! اس جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ آگئے ہیں اور مرزا صاحب محمد کیسے ہو سکتے ہیں؟ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑے ہیں اور آسمان سے ایک فرشتے نے اتر کر مجھ سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ کہتے ہیں مَیں نے کہا کہ یہ مرزا صاحب ہیں۔ پھر مَیں نے دیکھا کہ آسمان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اترا اور وہ نور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دماغ میں داخل ہوا۔ پھر تمام جسم میں سرایت کر گیا اور حضور کا چہرہ اُس نور سے پُر نور ہوگیا۔ پھر اُس فرشتے نے کہا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے کہا پہلے تو مرزا صاحب تھے اب واقعی محمد ہو گئے ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ جلد 7 صفحہ 176 روایت حضرت حکیم عطاء محمد صاحبؓ)

(خطبہ جمعہ 7/ دسمبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

رزق حلال کمانا اور طیب و حلال اشیاء کا کھانا

اللہ تعالیٰ نے جہاں انسان کو ان گنت نعمتوں سے نواز کر اس پر بہت بڑا احسان کیا ہے وہاں انسان کو رزق حلال کمانے، طیب اور حلال غذا کے استعمال کی تلقین بھی فرمائی ہے۔ کیونکہ غذا کا اثر نہ صرف انسان کی صحت پر ہوتا ہے بلکہ اس کے اثرات انسان کے اخلاق پر بھی مترتب ہوتے ہیں۔ اس لئے ایک احمدی مسلمان کی حیثیت سے ہم پر یہ ذمہ داری سب سے بڑھ کر عائد ہوتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس حکم کا سب سے زیادہ خیال رکھیں خود بھی حلال ذرائع سے رزق کمائیں اور اپنی نسلوں کو بھی اس پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کریں۔ بد دیانتی اور ناجائز طریقوں سے کمایا ہوا مال نہ صرف بے برکتی کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بھی بنتا ہے۔

بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

فقہی کارنر

ایک زرگر کی طرف سے سوال ہوا کہ پہلے ہم زیوروں کے بنانے کی مزدوری کم لیتے تھے اور ملاوٹ ملا دیتے تھے۔ اب ملاوٹ چھوڑ دی ہے اور مزدوری زیادہ مانگتے ہیں تو بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم مزدوری وہی دینگے جو پہلے دیتے تھے تم ملاوٹ ملا لو۔ ایسا کام ہم ان کے کہنے سے کریں یہ نہ کریں؟

فرمایا: کھوٹ والا کام ہرگز نہیں کرنا چاہئے اور لوگوں کو کہہ دیا کرو کہ اب ہم نے توبہ کر لی ہے جو ایسا کہتے ہیں کہ کھوٹ ملا دو وہ گناہ کی رغبت دلاتے ہیں۔ پس ایسا کام ان کے کہنے پر بھی ہرگز نہ کرو۔ برکت دینے والا خدا ہے اور جب آدمی نیک نیتی کے ساتھ ایک گناہ سے بچتا ہے تو خدا ضرور برکت دیتا ہے۔

(الحکم 24/اپریل 1903 صفحہ 10)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

31جنوری2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	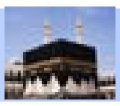	05:40	18:10
مدینہ منورہ	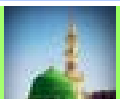	05:44	18:06
قادیان	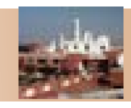	05:59	18:02
ربوہ		05:39	17:41
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:12	16:52